Bakhtan Dar Eshq
by-Hira-khan

"برازہ علی......، یہ ڈیل ہم دونوں کے لیے ون ون سچویشن ہے آپ کو اس ڈیل کو کرنے سے پچاس کروڑ ملیں گے بدلے میں آپ کو صرف چند ماہ کے لیے میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ ہوسکتا ہے چند دنوں میں ہی آپ کی ضرورت ختم ہو جائے صورت حال چاہے جو بھی ہوئی میں نے آپ سے جو ڈیل سائن کی ہے وہ نہیں بدلے گی......!"

کیفے میں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی صبح کا وقت تھا اس وقت بہت کم ہی لوگ یہاں کا رخ کرتے تھے۔

"اور آپ کو کیسے یہ خوش فہمی ہوئی کہ میں آپ کی یہ ڈیل قبول کرلوں گی؟" وہ جو اس کے مقابل بیٹھی بہت خاموشی سے بنا کوئی تاثر دیے اسے سن رہی تھی اس بار ایک ابرو اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کر رہی تھی۔

"برازہ علی...... میں آپ کو تو نہیں جانتا لیکن "پیسے" کو جانتا ہوں جس سے ہر چیز خریدی جاسکتی ہے۔" ایک معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر سجائے اس نے کافی مگ سے پہلا سپ لیا تھا۔

"گڈ آئی لائک اٹ......" اس نے بھی آگے بڑھ کر ایک سپ کافی کا لیا۔ "مجھے یہ ڈیل منظور ہے آپ نے بالکل صحیح کہا ہر چیز خریدی جاسکتی ہے لیکن مجھے صرف ایک بات پہ اعتراض ہے۔" پُر سوچ نگاہوں سے اسے جانچتے وہ ایک طویل وقفے کے بعد زہر خند مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"کس بات پہ......؟"

"جب کام انٹرنیشنل ہے تو پے منٹ پاکستانی کیوں......؟" سامنے کی طرف ہاتھ باندھتے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر وہ کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے بولی تھی...... سامنے بیٹھے شخص کے لیے کافی کا گھونٹ نگلنا مشکل ہوگیا۔ مقابل بیٹھی لڑکی کا حلیہ جتنا معمولی تھا اس کے جواب اتنے غیر متوقع تھے۔

"اوکے۔ آپ کے اس اعتراض کو دور کر دیا جائے گا، اور کچھ......؟" کپ واپس ٹیبل پر رکھتے وہ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کر رہا تھا۔

"نہیں...... بس اتنا بتا دیں کب سے اسٹارٹ کرنا ہے؟" وہ نگاہیں پھیرتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"کل شام کی فلائٹ ہے۔" وہ بھی اس کی تقلید میں اٹھ کھڑا ہوا۔

"تو آپ کو یقین تھا کہ میں اتنی جلدی مان جاؤں گی......؟" ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی تھی اس نے، عجیب چبھن سی تھی۔

"نہیں مجھے خود پہ یقین تھا......!" ایک غرور سا تھا اس کے انداز میں۔

"اور کنٹریکٹ......؟" اس نے اس کے انداز پہ ضبط کرتے جھک کر اپنے پرس سے کچھ ڈھونڈتے پوچھا۔

"صبح تک ریڈی ہوگا۔" اس نے سن گلاسز لگائے تھے۔

"اوکے...... ائیرپورٹ پہ سائن کرلیں گے...... یہ میرا کارڈ......" پرس کی زپ بند کرتے

www.pklibrary.com

اس نے ایک وزیٹنگ کارڈ اس کی طرف بڑھایا تھا۔

"میرے پاس آپ کا نمبر اور ایڈریس آل ریڈی موجود ہے۔" کارڈ کو تھامتے جیسے اس نے کچھ باور کرایا تھا اسے۔

"پھر تو آپ کو میرے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے جیسے اس نے طنز کیا تھا۔

"جی......اور پلیز نج میں بھی چند ضروری چیزیں ہی کیری کیجیے گا......کپڑے جوتے وغیرہ رہنے دیجیے گا۔"

www.pklibrary.com

اس کے جواب نے ایک پل کے لیے اسے سن کر دیا تھا۔

☆☆☆

"جتنے تم امیر کبیر ہو اس لحاظ سے یہ گھر......سوری فلیٹ کچھ چھوٹا نہیں ہے......؟" کل رات کی فلائٹ سے وہ زیورخ (زیورخ شہر، بینکنگ اور مالیات کا عالمی مرکز، شمالی سوئٹزرلینڈ میں جھیل زیورخ کے شمالی سرے پر واقع ہے) پہنچے تھے۔ اور اب وہ دو کمروں اور لاؤنج پر مشتمل شیشے سے بنی اس عمارت کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ فلیٹ نہیں پینٹ ہاؤس ہے اور ہم یہاں رہنے کے لیے نہیں آئے؟" وہ اپنے سامان سے لیپ ٹاپ نکالتا بہت مصروف تھا۔

"تو پھر......؟" وہ اپنا جائزہ ترک کرتی اس کے مقابل صوفہ پہ آ بیٹھی جہاں وہ اب لیپ ٹاپ کھولے تیزی سے کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

"تو پھر کچھ نہیں۔ میں ابھی بہت بزی ہوں تم پلیز خاموشی سے کہیں بیٹھ جاؤ۔" ایک پل کے لیے اس کی انگلیاں تھمی تھیں اس نے سر اٹھا کر اسے بہت ہی کوفت سے دیکھا تھا اور پھر سے مصروف ہو گیا۔

اسے اس کا یہ انداز کھلا تو بہت لیکن ضبط کر کے پی گئی، ایئرپورٹ پر کنٹریکٹ سائن کرنے کے بعد سے تا حال اس کا رویہ لیا دیا سا تھا، وہاں بیٹھ کر اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے کے بجائے وہ اٹھ کر باہر آ گئی گلاس وال سے باہر حد نگاہ دریائے لمت پھیلا ہوا تھا پینٹ ہاؤس ٹاپ فلور پر تھا جس کی وجہ سے سامنے موجود تمام عمارتیں چھوٹی چھوٹی دکھائی دے رہی تھیں۔ جرمن تاریخی عمارتیں اپنے اندر برسوں کی تاریخ لیے انتہائی مضبوطی سے کھڑی تھیں۔ بظاہر منظر کو دیکھتے اس کا ذہن پرسوں صبح میں الجھ گیا۔

پرسوں اپنے معمول کے وقت ہوسٹل سے نکلتے ہوئے اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ وہ آج یہاں سوئٹزرلینڈ میں ہوگی۔ ہوسٹل کے گیٹ کی سائیڈ پہ پارک گاڑی اور اس سے ٹیک لگا کر کھڑے اداوی حریری پر تو اس کی غیر ارادی نظر بھی نہیں پڑی تھی۔ یہ تو وہ جب اس کے بالکل مقابل آ کر رکا تو وہ چونک کر تھمی تھی پھر یہ اس کا تعارف تھا جو وہ حیران اتنی ہوئی کہ بنا کسی سوال و جواب کے اس کے ساتھ بیلے کیفے چلی گئی اور اب یہاں......! دل اندر سے جس قدر پریشان تھا اسے ڈپٹ رہا تھا وہ ہر چیز نظر انداز کیے ہمیشہ کی طرح اپنے دماغ کے اشاروں پر چل رہی تھی۔ ایک خیال کے آنے پر اس نے جھک کر اپنی ران کو ہاتھ لگا کر کسی چیز کی موجودگی کی تسلی کی تھی۔ اسی پل اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی وہ ڈر کر فوراً مڑی تھی۔

"جلدی چلو وی آر گیٹنگ لیٹ۔" وہ اداوی تھا، بغیر اسے دیکھے وہ جلدی سے اپنی بات کرتا واپس مڑ گیا کل کی نسبت آج وہ بہت جلد بازی میں تھا۔

"آج رات کو ایک بہت اہم بزنس میٹنگ ہے جہاں ہم دونوں کو جانا ہے آپ کو وہاں کچھ نہیں کرنا صرف آپ کی موجودگی ضروری ہے کیوں؟ کس لیے؟ اس طرح کے سوالات ابھی آپ رہنے دیں... صرف آج میں جو کچھ کہتا رہوں خاموشی سے سنتی اور مانتی جائیں، پارٹی سے آنے کے بعد ساری باتیں تفصیل سے ہوں گی۔" پینٹ ہاؤس سے باہر آتے لفٹ میں جاتے اس نے کہا تھا، اپنی آخری بات پر اس کا کھلتا منہ دیکھتے اس نے فوراً حد بندی لگائی تھی۔ وہ اب دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔

"اوکے۔ میں کچھ نہیں پوچھوں گی۔" اس کا قطعی انداز دیکھ کر اسے کہنا پڑا پھر وہ رخ موڑ کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

گاڑی اب ایک گلی میں رک چکی تھی پرانی عمارتوں پر جلی حروف سے درج برینڈز کے نام اس گلی کو بازار ظاہر کر رہے تھے۔ اداوی کے گاڑی سے اترتے ہی وہ بھی خاموشی سے باہر آ گئی۔ وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پیچھے آنے کا کہتا ایک

CamScanner

www.pklibrary.com

گلاس ڈور دھکیلتا اندر گھس گیا۔اس کی تقلید میں وہ بھی اندر چلی گئی باہر سے جتنی تنگ گلاس وال تھی اندر اس سے کہیں زیادہ جدید اسٹائلش بیوٹی سلون......!اس کے قدم وہیں تھم گئے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھ گیا۔وہ وہیں کھڑی رہتی جو اگر اسے دو لڑکیاں تھام کر اندر کی طرف نہ لے جاتیں اندر اداوی کسی عورت کو موبائل سے کچھ دکھاتا بات کر رہا تھا۔اسے وہاں موجود کرسیوں میں سے ایک پر بٹھا دیا گیا۔ایک لڑکی نے اس کا دوپٹا ہاتھ بڑھا کر اتارا تو جیسے اس کا ضبط جواب دے گیا۔اس نے پیچھے مڑ کر اداوی کو دیکھا۔

"کیا آپ اس کی وضاحت کریں گے؟" لہجہ سخت برہم تھا اب بولنا ناگزیر ہو گیا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے آپ اس حلیے میں میرے ساتھ پارٹی میں جا سکتی ہیں؟" جواباً وہ چلتا ہوا اس کے پیچھے آ تھما۔اسے آئینہ میں سے دیکھتے کہتے وہ جو اسے باور کرانا چاہتا تھا کروا چکا تھا، وہ نگاہیں پھیر گئی۔

اداوی کے اشارے پر وہ لڑکیاں دوبارہ سے مصروف عمل ہو گئیں اس کے بال کھول دیے گئے جو بامشکل کندھوں تک ہی تھے اداوی اسے وہیں چھوڑ کر باہر جا چکا تھا۔چہرے سے لے کر ہاتھ پاؤں تک انہوں نے اس کی نوک پلک سنواری تھی۔اس کے بالوں کا کلر بلیک کر کے ان کی بیلے ری باؤنڈنگ کی اور پھر اس میں ایکسٹینشنز کو مستقل طور پر فکس کر دیا اب اس کے بال کمر سے نیچے تک ہو گئے تھے۔اس کا پورا حلیہ بدل چکا تھا۔چہرہ وہی ہو کر بھی وہی نہیں تھا تب ہی اداوی حریری وہاں آیا تھا ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈال کر وہ اسے سر کے اشارے سے اپنے پیچھے آنے کا کہتا واپس پلٹ گیا۔وہ اپنا دوپٹا اوڑھتی اس کی تقلید میں چل دی وہ اب جہاں آئے تھے وہ ایک فیشن ہاؤس تھا۔اسے ان سارے ملبوسات کے ساتھ چینجنگ روم میں بھیج دیا گیا۔اس نے آگے بڑھ کر ایک ایک لباس کو دیکھنا شروع کر دیا تمام کے تمام ویسٹرن گاؤنز تھے انتہائی چست، ڈیپ نیک اور سلیولیس بازوں والے۔کسی کی کمر سے کپڑا غائب تھا تو کسی کی ٹانگ تقریباً برہنہ تھی اس نے ایک گہری سانس لے کر خود کو کام ڈاؤن کیا تھا اور پھر ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔

"مسٹر اداوی حریری! کیا آپ اندر آ کر میری بات سننا پسند کریں گے...؟"

پہلی بار وجہ ایسی تھی کہ وہ خاموش ہو گئی تھی لیکن اس بار اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔جواباً وہ صرف ایک نگاہ اس پر ڈالتا اٹھ کر اس کی تقلید میں ڈریسنگ روم میں چلا آیا لیکن دروازے پر ہی اسے تھمنا پڑا کیونکہ برازو نے اس کے اندر داخل ہوتے ہی تمام کپڑے اس کے قدموں میں پھینک دیے تھے۔

"آپ کو لگتا ہے کہ میں یہ...... یہ کپڑے پہنوں...... برازو علی سے آپ نے یہ توقع بھی کیسے کی ہے...؟" وہ چیخ اٹھی تھی تمام ضبط بند توڑ چکا تھا۔

اداوی کے تاثرات ناقہم تھے۔وہ اس کی بات واقعی نہیں سمجھ پایا تھا۔

"مسٹر اداوی حریری! آپ کے یہ ڈیزائنرڈ کپڑے میری اقدار کے معیار پر پورا نہیں اترے، آئی تھنک ہمیں کچھ باتوں کو طے کر لینا چاہیے...میں یہ بات پہلی اور آخری دفعہ کہہ رہی ہوں اور پلیز اس بات کو چاہے تو کنٹریکٹ میں بھی درج کر لیں کہ میں کسی بھی صورت حال میں آج یا آئندہ کبھی اس قسم کے برہنہ و نیم برہنہ ملبوسات زیب تن نہیں کروں گی۔آپ کو میری یہ بات منظور ہے تو ٹھیک ورنہ میری طرف سے یہ ڈیل یہیں اسی وقت ختم......!" دوٹوک لہجہ، بے لچک انداز لیے ہوئے تھا۔اس نے الجھ کر اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو باغور دیکھا تھا وہ جب سے اس سے ملا تھا وہ کوئی نہ کوئی ایسی بات کر دیتی تھی کہ اس کے لیے اسے سمجھنا مشکل ہو جاتا تھا۔

"یہ میری چوائس نہیں ہے آپ جانتی ہیں"...وہ سچ کہہ رہا تھا۔

www.pklibrary.com

"میں اپنی وارڈ روب خود دیکھ لوں گی جو آپ کے اور میرے دونوں کے اسٹینڈرڈ کے مطابق ہوگی...... ایگری......؟" ایک گہری سانس لے کر اس نے خود کو پرسکون کرتے ہوئے کہا تھا وہ بے وجہ ہی اداوی پہ بھڑک اٹھی تھی وہ اپنی جگہ ٹھیک تھا مسئلہ تو کہیں اور تھا۔ اس نے دونوں کے لیے ایک بیچ کی راہ نکالی تھی۔

"او کے! لیکن اس بات کا خیال رہے کہ مجھے پچھتانا نہ پڑے۔" وہ اسے فیصلہ کا اختیار دینے کے باوجود تنبیہہ کرنا نہیں بھولا تھا۔

☆☆☆

ہوٹل Lacau Baur کے گولائی میں تعمیر پارٹی ہال میں مختلف رنگ و نسل کے اشخاص جمع تھے قہقہے تھے، مسکراہٹیں تھیں۔ اسٹاکس کی، اکاؤنٹس کی شیئرز کی گفتگو تھی۔ یہ ایک بہت ہی خشک بزنس پارٹی تھی۔ وہ خاموشی سے چہرے پر ایک دھیمی مسکراہٹ سجائے اداوی کے ساتھ تھی۔

"اوہ ہیلو، کیارا ہاشوانی! مجھے امید نہیں تھی کہ آج تم سے یہاں ملاقات ہوگی...... کافی عرصے بعد نظر آئی ہو کسی پارٹی میں...... کہاں گم تھیں بے بیز۔" وہ جو کوئی بھی تھا بے حد بے تکلف تھا برازہ سے گلے ملنے کے بعد وہ اب اس کا ہاتھ تھامے اپنی فرنچ جرمن انگلش میں اس سے شکوہ کناں تھا۔

برازہ کی ساری حسائیت اپنے ہاتھ میں سمٹ آئی تھی، ذہن بالکل ماؤف ہوگیا تھا۔ وہ بہت پُراعتماد تھی لیکن اس طرح کی صورت حال سے پہلی بار واسطہ پڑا تھا اداوی نہ جانے کس پل اسے اکیلا چھوڑ کر گیا کہ اتنی بھیڑ میں اسے خیال ہی نہیں آیا اور اب وہ متلاشی نگاہیں چاروں طرف دوڑا رہی تھی۔ غیر محسوس انداز میں وہ اپنا ہاتھ چھڑا چکی تھی۔

"تم اب بھی مجھ سے ناراض ہو اوہ...... کم آن بب، دوستوں میں تو ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔" وہ اس کے جواب نہ دینے پر مزید بولا۔

"تم نے اداوی کو کہیں دیکھا؟" کافی دیر کی تلاش کے باوجود جب اسے اداوی نظر نہیں آیا تو اس نے مجبوراً اپنے مقابل موجود لڑکے سے ہی سوال کرلیا۔

"اوہ نو...... ڈونٹ ٹیل می اب تمہیں اپنے اس کھڑوس، ہرٹیل آئرن مین میں انٹرسٹ ہوگیا ہے۔ کب سے دیکھ رہا تھا مقناطیس کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ تھا...... کچھ بتاؤ گی یہ سورج آج کدھر سے نکلا ہے......؟" وہ اس کے سوال پر بدمزا ہوگیا اور آخر میں اسے آنکھ مارتا وہ سابقہ بے تکلفی سے بولا۔

اس کی تو جیسے جان عذاب میں آگئی تھی۔ دل ہی دل میں اللہ کو مدد کے لیے پکارا تھا اگر مزید دیر ہوجاتی تو آج پہلے ہی دن ان کا بھانڈہ پھوٹ جانا تھا۔

"ہیلو جیری! کیسے ہو؟ بہت عرصے بعد ملاقات ہوئی۔"

یہ وہی پل تھا جب اسے اپنے ساتھ کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ گردن موڑ کر دیکھا تو وہ اداوی تھا اندر تک جیسے سکون سا اتر گیا ہو اس کا اعتماد پھر سے بحال ہوا تھا... مسکراہٹ لبوں پر سج گئی تھی۔ اب وہ دونوں آپس میں فارمل گفتگو کررہے تھے۔ جیری کا موڈ اداوی کے آتے ہی خراب ہوگیا تھا۔ وہ ایک منٹ کے اندر گفتگو کو سمیٹتا ہاتھ ہلا کر بائے کرتا کسی اور طرف بڑھ گیا تھا۔ باقی کا وقت سکون سے کٹا وہ وہاں سے جلد ہی واپس آگئے تھے۔

☆☆☆

"میں آپ کی بہن کیارا کا فیانسی ہوں۔ میرا نام اداوی حریری ہے مجھے۔ آپ سے بات کرنی ہے۔ کیا ہم کہیں بیٹھ کر بات کرسکتے ہیں؟" اداوی ہوسٹل کے باہر اس کا راستہ روکے اس سے مخاطب تھا۔

وہ حیرت زدہ رہ گئی اتنے سالوں سے جس کی تلاش میں وہ نہ جانے کہاں کہاں نہیں ماری ماری پھری تھی اور کوشش کے باوجود کوئی سراغ نہیں ڈھونڈ پائی تھی۔ اب جب اس کی ساری امیدیں دم توڑ چکی

www.pklibrary.com

تھیں تو یوں اچانک سے ہی کیارا کی راہ میں آ کر ابھرا تھا، کیارا کی جاسوسی کرنے آیا تھا۔

حیرت تھی کہ خوشی... اس قدر تھی کہ وہ جواب تک نہیں دے پائی اور اس کے گاڑی کی طرف اشارہ کرنے پر بنا کوئی تصدیق کیے ڈرے، وہ چپ چاپ اس کے ساتھ چل دی۔ گاڑی کچھ آگے جا کر ایک کیفے کے سامنے پارک کر کے اس نے اس کی طرف کا دروازہ کھولا تو وہ اس پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالتی گاڑی سے باہر آ گئی اس کا دماغ اب ابتدائی جھٹکے سے نکلنے لگا تھا۔

"مجھے یہاں یحییٰ ہاشوانی نے بھیجا ہے۔ بہت سال پہلے انہوں نے ہی کیارا کو ایڈاپٹ کیا تھا۔" اس کا انداز تمہید باندھتا سا تھا ویٹر کو وہ بیٹھتے ہی کافی کا آرڈر دے چکا تھا۔

"اوکے، لیکن مجھے آپ کے اتنے سالوں بعد یہاں آنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی؟" "یحییٰ ہاشوانی" تو یہ نام تھا اس شخص کا، اس نے کتنے لوگوں سے اس نام کو جاننے کی کوشش کی تھی مگر اس کی ہر کوشش ناکام رہی تھی اور آج جب اس پر یہ نام کھلا تو بہت سی حقیقتیں بھی کھل گئیں۔

"یحییٰ ہاشوانی" پاکستان کے جانے مانے رئیسوں میں سے ایک تھے جواب کئی سالوں سے امریکہ میں مقیم ہیں تو یہ تھی وجہ لوگوں کے چپ رہنے کی۔) اس کا ذہن سوچوں میں الجھا تھا اتنے سالوں بعد اگر یہ شخص جو اس کے سامنے بیٹھا تھا تو یقیناً کوئی وجہ ہی ہوگی ورنہ......؟

"اگر میں کچھ پوچھوں گا تو کیا آپ اس کا سچ سچ جواب دیں گی؟" ویٹر ان دونوں کے سامنے کپ رکھ کر جا چکا تھا۔

"یہ آپ کے سوال پر ڈیپنڈ کرتا ہے۔" وہ اب اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"کیا آپ کی کبھی کیارا سے ملاقات ہوئی یا پھر بات......؟" وہ بھی اسی کا سا انداز لیے ہوئے تھا۔

"اگر میری اس سے بات یا ملاقات ہوئی ہوتی تو آج آپ کو مجھے اپنا تعارف کرانے کی ضرورت نہ پڑتی۔" وہ کچھ بدمزا ہوئی وہ اتنی دور سے کیا صرف

"کیارا پچھلے ایک ماہ سے گھر چھوڑ کر کہیں چلی گئی ہے، ہمارے ریسورسز اسے ہر جگہ تلاش کر رہے ہیں لیکن اب تک کوئی سراغ نہیں ملا۔" اس کے جواب کا اسے پہلے سے ہی اندازہ تھا کیونکہ اسے یحییٰ ہاشوانی پہلے ہی بتا چکے تھے۔ اس لیے اب وہ ریلیکس ہو کر وہ بات کرنے لگا جس کے لیے اسے یہاں بھیجا گیا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ......؟" اس پر جیسے کیفے کی چھت آ گری تھی جس کے ملنے کی ابھی آس ہی بندھی تھی کہ......

"کیارا کا اپنے گرینڈ پا یعنی یحییٰ ہاشوانی سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اور وہ اس بات پر ناراض ہو کر گھر چھوڑ کر گئی ہے۔" وہ مزید بولا۔

"تو آپ یہاں اسے ڈھونڈنے کے لیے آئے تھے؟ وہ یہاں نہیں آئی میں آپ کو بتا چکی ہوں۔ اگر آپ اپنی مزید تسلی کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنے طریقے سے کیجیے میں آپ کی اس سلسلے میں کوئی مدد نہیں کر سکتی۔" ایک دم سے اپنی آس کا ٹوٹنا اسے بکھرا گیا تھا۔ وہ بڑبڑی سے بولتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں جانتا ہوں کیارا یہاں نہیں آئی، میرا یہاں آنے کا مقصد کچھ اور ہے......!" اس کو اٹھتا دیکھ کر وہ بولا تھا وہ ایک دفعہ پھر بیٹھ چکی تھی یہ شخص اسے پریشان کر رہا تھا۔

"کیا آپ نے کیارا کو کبھی دیکھا ہے......؟" وہ اپنا موبائل کھول کر اس کے سامنے بڑھا رہا تھا۔

موبائل تھامنے سے پہلے اس نے کوفت سے اسے دیکھا تھا اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ کیارا ہے کہاں تو اسے دیکھتی کہاں...؟ وہ صرف پانچ سال کی تھی جب اس کے مما بابا کی ایک کار ایکسیڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئی تھی۔ کیارا اور وہ اسکول میں تھیں۔ ان کے تمام رشتے دار ملک سے باہر تھے جو ایک آدھ تھے وہ دور پار کے تھے جو انہیں ایک دوسرے شہر کے

www.pklibrary.com

یتیم خانہ میں ڈال کر ان کی جائیداد کو اونے پونے داموں بیچ کر بھاگ گئے تھے۔ انہیں یتیم خانہ میں آئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا جب ایک شام وہ سو کر اٹھی تو کیارا اس کی بہن کہیں نہیں تھی۔ اسے آج بھی یاد تھا کہ وہ کئی دنوں تک روتی رہی تھی، اسے اتنا تیز بخار ہوا تھا کہ وہ مرتے مرتے بچی تھی تب ہی ایک وارڈن نے ازراہ ہمدردی اسے بتایا تھا کہ کیارا کو کسی نے ایڈاپٹ کر لیا ہے اور وہ اس شخص کو جانتی نہیں ہیں۔ اس دن سے لے کر کچھ ماہ پہلے تک اس نے اپنی ہر کوشش کر دیکھی تھی کیارا کو ڈھونڈنے کے لیے اور اب جب وہ ساری امیدیں کھو چکی تھی تو......!

اس نے ہاتھ بڑھا کر موبائل فون تھام لیا پہلی تصویر پر نظر پڑتے ہی اس کے ہاتھ سے موبائل فون چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا۔ وہ بالکل اس کا عکس تھی۔ وہ ٹوینز تھیں لیکن اسے یہ نہیں یاد تھا کہ وہ ہم شکل بھی ہیں۔ فرق تھا تو اتنا کہ وہ اس کی گرونڈ کاپی تھی۔ اس نے چند تصاویر دیکھیں وہ اب خود کو کافی حد تک سنبھال چکی تھی اور یہ بھی سمجھ چکی تھی کہ سامنے بیٹھے شخص کو کوئی مطلب ہی یہاں لے آیا ہے۔ اس نے موبائل فون اداوی کی طرف واپس بڑھایا تھا۔

"میں تمہید کی قائل نہیں ہوں مجھے دوٹوک بتائیں کیا چاہتے ہیں؟" دونوں ہاتھ سامنے کی طرف باندھے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھی وہ اب اس کا مقصد جاننا چاہتی تھی۔

"میں یہاں آپ کے ساتھ ایک ڈیل کرنے آیا ہوں، ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔ جب تک کیارا نہیں مل جاتی آپ کو وہاں کیارا بن کر رہنا ہوگا۔ لیکن یہ سب ایک صحیح طریقے میں ہوگا۔ ہم دونوں ایک کنٹریکٹ سائن کریں گے جس میں دونوں کی سیکورٹی کے پیش نظر کچھ شقیں درج ہوں گی۔"

اس کا بس چلتا تو وہ اپنے سامنے بیٹھے شخص کو اس بات پر یہیں چھوڑ کر ابھی کہ ابھی چلی جاتی لیکن وہ اپنی بہن سے ملنے کا واحد راستہ بند نہیں کر سکتی تھی۔ اسی لیے اپنے ہر ڈر خوف فکر کو نظر انداز کر کے اس نے اس کی ڈیل قبول کر لی۔ یہ سب اتنا غیر متوقع تھا کہ وہ اپنی ہزار سمجھداری کی باوجود اس وقت بلینک ہوگئی بنا کوئی سوال و جواب کیے وہ راضی ہوگئی تھی جس کے نتیجے میں وہ آج یہاں ایک انجان شہر میں اجنبی شخص کے رحم و کرم پر بیٹھی تھی۔

اداوی اسے ڈراپ کر کے کہیں چلا گیا تھا اور وہ تب سے لے کر اب تک جیری کے ساتھ ہوئی گفتگو کے بارے میں سوچ رہی تھی کچھ تھا جو اسے کھٹک رہا تھا۔

☆☆☆

"بریک فاسٹ کر لیں اس کے بعد آگے کا پلان ڈسکس کرتے ہیں۔"

کل رات وہ اداوی کا انتظار کرتے کرتے باہر صوفہ پہ ہی سوگئی تھی۔ کھٹکے کی آواز پر چونک کر اٹھی تو وہ سامنے ہی چھوٹی سی ڈائننگ ٹیبل کے گرد رکھی دو کرسیوں میں سے ایک پر ہاتھ میں آئی پیڈ پکڑے بیٹھا تھا۔ ٹیبل کسی بھی لوازمات سے خالی تھی۔ وہ ہاتھ سے بال سمیٹتی دوپٹا ٹھیک کرتی روم کی طرف چلی گئی۔ دس منٹ بعد جب وہ واپس آئی تو میز پر ناشتا لگ چکا تھا۔ ناشتے کو دیکھتے ساتھ ہی اسے شدید بھوک کا احساس ہوا اس نے آخری بار کب کھایا تھا اسے ٹھیک سے یاد نہیں تھا۔ وہ جب سے اداوی سے ملی تھی بھوک ... پیاس... نیند جیسے ہر احساس مٹ سا گیا تھا وہ جتنا بھی باہر سے خود کو مضبوط ظاہر کر لیتی اندر کہیں دل خوف زدہ تھا، فکر مند تھا۔

"یہ سب حلال ہے؟" ناشتا کو دیکھتے اسے کل رات کی پارٹی میں موجود لوازمات کا خیال آیا تو بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔

"مس براز علی! ہم بھی مسلمان ہیں۔" خشک سرد انداز میں اسے جواب دے کر وہ ناشتا کرنے لگا وہ بھی کندھے اچکاتی ناشتا کے ساتھ انصاف کرنے لگی۔ بھوک بہت تھی کہ ناشتا اچھا تھا وہ یہ نہیں سمجھ سکی۔

"اگر آپ کا ناشتا مکمل ہوگیا ہو تو کیا ہم کچھ

www.pklibrary.com

ڈسکس کر سکتے ہیں؟" اس نے اس کی پلیٹ کو غیر ارادی طور پر دیکھتے ہوئے کہا، جس میں اس نے تیسری بار ناشتہ ڈالا تھا۔

"طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ پہلا کھانا ہے جو یہاں آنے کے بعد آپ کی طرف سے عنایت ہوا ہے۔ انسانیت تو جیسے دنیا میں رہی ہی نہیں ہے۔" اس کے انداز پر اسے ایک دم سے غصہ آیا تھا جسے چھپانے کی ضرورت اس نے محسوس نہیں کی۔

"آپ یاد دلا سکتی تھیں" اس کے سرخ چہرے کو اس نے تعجب سے دیکھا تھا بھلا اس میں برا ماننے والی کیا بات ہے؟

"اس کے لیے مجھے ٹیلی پیتھی آنی چاہیے تھی کیونکہ اسی طرح ہی آپ سے رابطہ ممکن تھا۔" وہ دوبدو بولی تھی جواباً اس نے ایک نظر اس کی جتاتی نظروں پر ڈالی تھی۔ اس نے اسے اب تک اپنا موبائل نمبر نہیں دیا تھا۔ اگلے ہی پل وہ مزید کچھ کہہ وہاں سے چلا گیا تھا اور پھر وہ اس کے ضبط کو جان بوجھ کر آزمانے تیسری کے بعد کھانے کی چوتھی شفٹ لگا کر اس کی بات سننے آئی تھی۔

"آپ کا صرف حلیہ بدلنا ہی کافی نہیں ہے آپ کو ہر لحاظ سے کیارا ہاشوانی لگنا ہے۔ اس کے لیے آپ کا سب سے پہلے کیارا کی ذات کو جاننا ضروری ہے، میں آپ کو کیارا اور اپنی فیملی سے انٹرڈیوس کرواتا ہوں۔"

اس کی بات پر برازہ کو کل کا دن یاد آیا تھا اس کا بھانڈہ پھوٹتے بامشکل بچا تھا اس خیال کے آتے ہی اس نے جھرجھری سی لی تھی، وہ صحیح کہہ رہا تھا، اس نے اپنا پورا فوکس اداوی پہ کیا جواب جھک کر ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کر ایل ای ڈی آن کر رہا تھا۔ ایک ویڈیو پریزنٹیشن تھی جو شروع ہو گئی تھی۔

"یہ یحییٰ ہاشوانی کیارا کے گرینڈ پا، جنہوں نے کیارا کو ایڈاپٹ کیا تھا۔ ان کے تین بیٹے ہیں۔ سب سے بڑے مرتضیٰ ہاشوانی، پھر مصطفیٰ ہاشوانی، کیارا ان کی لیگل بیٹی ہے پھر سب سے چھوٹے ارتضیٰ ہاشوانی ہیں......" وہ ایک ایک کر کے سب کے کلپس دکھاتا۔ ان کا تعارف کراتا ان کے بارے میں چیدہ چیدہ پوائنٹ بتا رہا تھا، کیارا کی پسند ناپسند اس کی دلچسپیاں، اس کا دوسروں سے تعلق غرض یہ ایک پوری بائیوگرافی تھی جو اسے دیکھنی اور سنی پڑی۔

"یہ کیارا کا موبائل فون ہے آپ اسے اچھی طرح چیک کر لیں آپ کو اسے جاننے اور اس کے انداز کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔" اس نے اس کی طرف موبائل فون بڑھایا تھا۔

"یہ سب تو ٹھیک ہے آپ نے مجھے اپنا اور کیارا کا تعلق تو بتایا ہی نہیں؟" اس نے موبائل فون تھامتے ہوئے وہ سوال کیا جو کل سے اسے پریشان کیے ہوئے تھا۔

"کیا مطلب......؟ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ ہم انگیج ہیں۔" اس کے ماتھے پر شکن نے جگہ بنائی تھی۔

"میرا نہیں خیال کہ یہ پورا سچ ہے کیونکہ جیری نے کل رات جو کہا وہ تو اس سب کی ایک الگ ہی تصویر کشی کر رہا ہے۔ میرے خیال میں آپ کو مجھے اپنے اور کیارا کے متعلق سب سچ بتا دینا چاہیے کیونکہ دوسری صورت میں جیری کی طرح اور لوگ بھی مشکوک ہو سکتے ہیں۔" بات مکمل کر کے اب وہ اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو پرکھ رہی تھی۔ کچھ پل خاموشی سے گزر گئے۔

"کیا جاننا چاہتی ہیں آپ......؟" ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اداوی نے اسے دیکھا تھا برازہ کا مطالبہ صحیح تھا۔

"سب......؟ کب ملے؟ کہاں ملے؟ کیسے ملے؟ منگنی تک بات کیسے پہنچی؟ مکمل کہانی......!" اس نے ایک ہی سانس میں وہ سارے سوال پوچھ ڈالے جو کل رات سے اس کے ذہن میں آ رہے تھے۔

"کیا آپ نے سائن کرنے سے پہلے کنٹریکٹ اچھی طرح سے پڑھا تھا......؟" وہ اسے

www.pklibrary.com

جو بتانے جا رہا تھا اس سے پہلے یہ حد بندی ضروری تھی۔

"ہاں پڑھا تھا......؟ لیکن آپ یہ سوال اب کیوں کر رہے ہیں......؟" وہ الجھی تھی۔ غیر متوقع جواب پر......!

"اس کا ایک کلاز یہ بھی ہے کہ اگر آپ کسی وجہ سے کنٹریکٹ بیچ میں چھوڑ کر گئیں تو آپ کو عین مطابق اتنی رقم مجھے واپس کرنی ہوگی جتنی میں نے آپ سے وعدہ کی ہے۔" وہ مزید بولا تھا۔

"اوہ تو آپ مجھے ڈرا رہے ہیں میں بے وقوف نہیں ہوں جو اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماروں گی... مجھے پیسہ بہت پیارا ہے ہر شے سے زیادہ... اور یہاں تو بات ڈالرز کی ہے... اور مجھے اپنے اکاؤنٹ میں آنے والے ڈالرز صرف عزیز ہی نہیں بہت عزیز ہیں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ازلی صاف گوئی سے بولی تھی۔ کچھ دیر اسے نافہم نظروں سے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے کہا تھا۔

"کیارا اور میرے گرینڈ فادرز بیسٹ فرینڈز ہیں۔ بہت پہلے جب میں پیدا ہوا تو میرے جد یدین حریری اور کیارا کے گرینڈ پا یحییٰ ہاشوانی نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے پوتا پوتی کی آپس میں شادی کرا کے اس دوستی کو مزید مضبوط کریں گے مگر ہوا یوں کہ یحییٰ ہاشوانی کے بیٹوں کے ہاں صرف بیٹے پیدا ہوئے، دوسری طرف میں بھی اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد رہا۔ یحییٰ ہاشوانی اپنے عہد کے بہت پکے ہیں۔ انہوں نے اپنا عہد پورا کرنے کے لیے کیارا کو ایڈاپٹ کیا لیکن وہ یہ بات سب کو نہیں بتانا چاہتے تھے۔ اس لیے کیارا ایڈاپٹڈ ہے یہ بات صرف مصطفیٰ ہاشوانی اور ان کی بیوی ردا ہاشوانی کے علاوہ میرے جد جانتے تھے۔ مصطفیٰ ہاشوانی نے اپنی پسند سے شادی کی تھی جس کی وجہ سے انہیں یحییٰ ہاشوانی نے ہر چیز سے بے دخل کر دیا تھا کئی سال ان سے گھر کا کوئی فرد رابطے میں نہیں رہا کیونکہ یہ یحییٰ ہاشوانی کا حکم تھا۔ اور ان کے حکم کے خلاف جانے کے بارے میں ہاشوانی مینشن میں کوئی نہیں سوچ سکتا، اتنے سالوں بعد انہیں صرف کیارا کی وجہ سے خاندان میں واپس آنے کا موقع ملا۔ بدلے میں انہوں نے یہ راز راز رکھنا تھا۔ کیارا اور میری بات ہمیشہ سے طے تھی آف کورس گو دلیا ہی اسی لیے گیا تھا آئی تھنک تمہیں تمہارے سوالات کے جوابات مل گئے ہیں۔" اس نے مختصراً اسے سب بتا دیا۔

"کیا کیارا یہ بات جانتی ہے...؟" وہ حیران ہوئی تھی اس کی بات پر کوئی انسان صرف اپنا عہد نبھانے کے لیے اس حد تک کیسے جا سکتا ہے۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا جسے وہ فوراً پوچھ بیٹھی تھی۔

"نہیں۔" اس کے ماتھے پہ اب شکن آئی تھی۔

"بقول جیری کے کیارا آپ کو پسند نہیں کرتی۔" وہ بہت سنجیدہ تھی۔

"اس سوال کو جواب تو کیارا ہی دے سکتی ہے یا پھر جیری خود"... اس کے انداز میں تجاہلِ عارفانہ تھا۔

"کیارا اور آپ کی کبھی اس حوالے سے بات نہیں ہوئی۔؟" وہ جیسے کچھ سلجھانا چاہتی تھی۔

"اگر اسے اعتراض تھا بھی تو اب اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے۔" اس بار وہ ترش ہوا۔ یہ حساس ٹاپک تھا اس کے لیے...!

"فرق نہیں پڑتا تو اس بات کو اتنا راز میں کیوں رکھا جا رہا ہے؟ مجھے یہاں کیارا بنا کر کیوں لایا گیا ہے؟ اور سب کچھ اگر اتنا ہی کمپل ہے تو کیارا گھر چھوڑ کر گئی کیوں؟" اس کا دل اندیشوں میں گھرا تھا۔ کہیں وہ یہاں آ کر غلطی تو نہیں کر بیٹھی تھی...؟

"اس بات کو راز میں رکھنے اور تمہیں یہاں لانے کی صرف ایک وجہ ہے ہمارے خاندان کا ایک نام ہے۔ اس طرح کی کسی بھی بات کا باہر آنا ہماری عزت اور بزنس دونوں کے لیے نقصان دہ ہے، وہ بھی اب جب ہماری آفیشل انگیجمنٹ کی ڈیٹ

www.pklibrary.com

اناؤنس ہو چکی تھی اور اس کے اگلے ہی دن دونوں خاندانوں نے اپنا بزنس مرج کرنا تھا۔" اس نے صاف گوئی سے کہا۔

"یعنی یہ عہد رشتوں کو مضبوط کرنے کے لیے نہیں بلکہ بزنس کو مضبوط کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔" وہ بے ساختہ کہہ اٹھی تھی۔

"مس برازہ علی! یہ تمہارا کنسرن نہیں ہے جتنی بات تمہارے لیے جاننا ضروری تھی وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں۔" اس کے لہجہ میں برہمی تھی۔

"بہتر ہوگا اب تم صرف اپنے کام پر فوکس کرو۔" تنبیہہ تھی اب کے اس کی آنکھوں میں۔

"فوکس تو میں تب کروں گی جب مجھے کام پتا ہوگا...؟" ذہن کو سوچوں سے آزاد کرتے ہوئے اس نے اپنے ہمیشہ والے پریکٹیکل انداز میں جواب دیا تھا۔ وہ کچھ دیر اسے پرسوچ نگاہوں سے دیکھتا رہا تھا۔ وہ عجیب تھی کہ اسے عجیب لگ رہی تھی وہ سمجھ نہیں سکا۔

"میں نے ابھی تمہیں بتایا تھا کہ میری اور کیارا کی آفیشل انگیجمنٹ کی ڈیٹ فکس ہوگئی تھی۔" اس کی نگاہیں اب بھی برازہ کا چہرہ پڑھ رہی تھیں۔

"ہاں لیکن وہ اب تک تو کینسل ہو چکی ہوگی۔" وہ بے ساختہ بولی تھی لیکن اداوی کے چہرے کے تاثرات... کچھ تھا جو ٹھیک نہیں تھا پہلی بار اسے اپنے یہاں آنے کے فیصلے نے ڈرایا تھا۔

"اگر کینسل نہیں کی تو پھر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہ واپس آ کر آپ سے شادی کرلے گی......؟ میرا مطلب ہے منگنی...؟" اداوی کی خاموشی پر وہ مزید بولی تھی۔ چھٹی حس اندر الارم بجا رہی تھی۔ "تو پھر کیا ڈیٹ آگے کردی ہے؟" وہ اب بے چین ہوئی تھی۔ اس کی مسلسل خاموشی سے۔

"نہیں، کچھ بھی نہیں بدلا۔ سب کچھ اپنے طے شدہ وقت و طریقہ سے ہوگا۔" وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو اب بھی پرکھ رہا تھا۔

"دلہن کے بغیر منگنی کیسے ہوگی...؟" برازہ زچ ہوئی تھی عجیب شخص ہے۔

"کس نے کہا دلہن نہیں ہے......؟" اداوی نے ذومعنی لہجے میں کہا۔

""" کیارا... اس کے بغیر منگنی کیسے ہوسکتی ہے...؟ تو کیا آپ کو یقین ہے وہ تب تک لوٹ آئے گی؟" جو بات اسے سمجھ میں آرہی تھی وہ ہر طور سے اس کی نفی کررہی تھی۔

"جب وہ موجود ہے تو اس کے بغیر انگیجمنٹ کیوں ہوگی...!" اس کے چہرے کے تاثرات اتنے محظوظ کن تھے کہ وہ عادت کے برخلاف دوٹوک بات نہیں کررہا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے صوفہ سے اٹھی تھی۔

"کیا مطلب ہے آپ کا......؟ میری اور آپ کی منگنی......؟ دماغ تو درست ہے تمہارا، میں یہاں کیارا بننے آئی تھی، منگنی شادی کرنے نہیں۔ یہ بات نہ تو کنٹریکٹ میں مینشن تھی اور نہ ہی تم نے اس بات کا پہلے سے تذکرہ کیا تھا، ساری غلطی میری ہے مجھے یہاں آنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا جس جگہ سے میری بہن بھاگی ہے تو یقیناً کوئی تو مسئلہ رہا ہوگا آخر ایسے تو کوئی گھر نہیں چھوڑتا۔" اس بار وہ بولی تو ہر لحاظ کو بالائے طاق رکھ کر بولی۔

"تم دونوں صرف آئی ڈینٹیکلی ہی ٹوئنز نہیں ہو بلکہ"... بہت ٹھنڈے لہجہ میں وہ بے ساختہ بولا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا...؟" وہ اس کے جملے کو ادھورا چھوڑنے پہ جھنجلائی تھی۔

"اسے بھی مجھ سے تعلق جوڑنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔" زہرخند مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو ایک پل کے لیے چھوا تھا۔ اس کی بات پر برازہ کی تیوری چڑھی تھی۔

"بات آپ کی نہیں ہے، بات میری ہے۔ میں یہاں پیسوں کے لیے آئی تھی منگنی شادی کرنے کے لیے نہیں۔" وہ ابتدائی جھٹکے سے باہر آچکی تھی اس لیے اس بار تحمل سے بولی تھی۔

"مجھ سے شادی کی صورت میں بھی تو یہ

www.pklibrary.com

خواہش پوری ہوسکتی ہے بلکہ زیادہ بہتر پوری ہوسکتی ہے، میرا نہیں خیال تمہیں مسئلہ ہونا چاہیے...؟"

اسے جھٹکا لگا تھا اس کی بات اور انداز پر۔ اس نے ایک پل کو رک کر اس کے چہرے کو پڑھنے کی کوشش کی تھی۔

"مسٹر اداوی حریری! امپریسڈ۔ آپ واقعی بہت اچھی حسِ مزاح رکھتے ہیں لیکن میں اس وقت اس قسم کے موڈ میں نہیں ہوں۔" ہاتھ آگے کی طرف باندھ کر اسے دیکھتے وہ جیسے اب اس کا انداز بھانپ گئی تھی۔

"اٹس فکسڈ۔" اس کی سنجیدگی ہنوز قائم تھی۔

"اداوی حریری! میرے ضبط کو مزید نہ آزمائیں تو بہتر ہوگا......!" اس نے سخت لہجہ میں تنبیہ کی تھی۔

"یہاں آپ کو لانے کا مقصد آف کورس صرف کیارا کی جگہ کو فل کرنا نہیں ہے۔ بات ساری اس انا ؤنسمنٹ کی ہے جو ہم اپنی کمیونٹی میں کر چکے ہیں اور کیونکہ یہ بات سالوں سے طے ہے تو اس میں ردوبدل کی گنجائش نہیں ہے...!" ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ اپنے ازلی دوٹوک انداز میں لوٹ آیا تھا۔

"بہت سی ڈیلنگز طے ہوتی ہیں پھر ان میں ردوبدل بھی ہوجاتے ہیں۔ یہ کوئی جواز نہیں ہے۔ تم لوگوں کو کیارا کے ملنے تک اس معاملے کو کر دینا چاہیے۔ بزنس نہ سہی منگنی میں تو تاخیر ڈیلے ہوہی سکتی ہے۔" وہ پریکٹیکل تھی اسی لیے ہی پریکٹیکل سلوشنز دے رہی تھی۔

"آپ سے کسی نے رائے نہیں مانگی مس برازہ علی۔" اس نے خشک لہجہ میں فوراً ہی اسے اس کی حد سمجھائی تھی۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہ بات مجھ سے کنٹریکٹ سائن کرنے سے پہلے کرنی چاہیے تھی؟"

"ہم رسک نہیں لے سکتے تھے۔" اس نے ایک جتاتی نظر اس کے سرخ چہرے پہ ڈالی تھی۔

"میں اب راضی ہوجاؤں گی تمہیں یہ خوش فہمی کیسے ہوئی...؟" اس کا مفہوم سمجھتی ہوئی وہ بولی تو لہجہ تمسخرانہ تھا۔

"بات تمہارے راضی ہونے کی نہیں تھی، بات ہماری تھی۔ بغیر تمہیں جانے پرکھے ہم اتنا بڑا راز تمہیں کیسے بتا سکتے تھے......؟" صاف گو لہجہ بغیر کسی لگی لپٹی کے اس پر اس کی حیثیت واضح کرتا ہوا۔

"تمہیں یہ یقین ہے کہ میں اب کچھ نہیں کروں گی!" اس کا انداز چیلنج لیے ہوئے تھا۔

"اگر تمہیں ڈالرز واقعی عزیز ہیں تو....!" اس نے اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔ کچھ دیر پہلے کنٹریکٹ کا ذکر، اس پر اب اس کی دھمکی مکمل کروا صحیح ہوئی تھی۔

"مجھے حیرت ہورہی تمہارے اتنے جذباتی ردعمل پہ... مس برازہ علی ایجنٹ کی نہ تو کوئی قانونی حیثیت ہے اور نہ ہی دینی......تم اور میں بہت اچھی طرح سے اس کمٹمنٹ کی حقیقت اور حیثیت سے آگاہ ہیں، تم نے اب تک بہت پریکٹیکلی فیصلے کیے ہیں یہی وجہ ہے کہ میں نے تم پہ ہر بات واضح کردی ہے......" وہ اپنی بات مکمل کرتا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"اس کے باوجود تم ایک دفعہ دوبارہ سوچ لو اگر تمہیں یہ معاہدہ برقرار نہیں رکھنا تو میں کل رات کی فلائٹ کی بکنگ کرادیتا ہوں، تمہارے پاس کل صبح تک کا وقت ہے......" وہ ایک پل کے لیے رکا تھا اس کا لہجہ اس وقت سرد و بے تاثر تھا۔ "گر تم نے یہاں رکنے کا فیصلہ کیا تو میں تمہیں بتادوں، وہ ہر فیصلہ جو میری فیملی اور بزنس کی بہتری کے لیے طے کیا جائے گا تمہیں اس میں ہمارا ساتھ دینا ہوگا......" اس نے شہادت کی انگلی اٹھا کر جیسے اسے تنبیہ کی تھی۔ پھر وہ پلٹ کر داخلی دروازہ کی طرف چل دیا تھا۔ "اگر تم نے پلٹنا ہے تو یہ آخری موقع ہے تمہارے پاس!" وہ دروازہ کھولے کھولے ایک بار پھر پلٹا تھا اس کے بے تاثر چہرے پر ایک سرسری نگاہ ڈال کر بولتا وہ اب وہاں سے جاچکا تھا۔

CS CamScanner

www.pklibrary.com

وہ جواب تک بہت ضبط کیے کھڑی تھی کسی ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح زمین پر گری تھی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو بالوں میں پھنسائے وہ اب سجدہ کے سے انداز میں زمین کی طرف جھک گئی تھی۔ زندگی اسے بہت مشکل دوراہے پہ لے آئی تھی۔ باہر شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے آہستہ آہستہ ہر طرف اندھیرا چھاتا اسے بھی اپنے اندر مدغم کر چکا تھا۔

وہ وہاں سے آ گیا تھا لیکن اندر سے بہت پریشان تھا۔ آج صبح اس نے گرینڈ پا کو تسلی دی تھی کہ وہ سب کچھ اچھے سے ہینڈل کر لیں گا لیکن کچھ دیر پہلے جو کچھ ہوا وہ نہیں جانتا تھا کل کی صبح کیا فیصلہ لے کر آتی ہے۔ گرینڈ پا نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے جو ذمہ داری اسے سونپی تھی وہ بس اس میں سرخرو ہونا چاہتا تھا، اس کی زندگی میں جد اور گرینڈ پا وہ حیثیت رکھتے تھے کہ وہ ان کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔ تب ہی اس کے موبائل فون کی رنگ بجی تھی اس نے اسکرین پر نظر ڈالی۔ "جد کالنگ" بلنک ہو رہا تھا بے ساختہ اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا پل میں ساری پریشانی ... کثافت غائب ہوئی تھی۔

"یا روحی... کیسے ہو؟ جد کا گلستان تمہارے بغیر بہت اداس ہے۔"

کال ریسیو کرتے ہی دوسری طرف سے ان کی زندگی سے بھرپور آواز نے اس کی رہی سہی اداسی کو بھی ختم کر دیا تھا۔ ان سے آدھا گھنٹہ بات کرنے کے بعد جب اس نے کال آف کی تو وہ ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ اس نے وال کلاک پر نظر ڈالی وہاں ابھی صرف آٹھ بج رہے تھے لیکن پچھلے کچھ دن اس قدر مصروف اور تناؤ تھے کہ وہ ٹھیک سے سو نہیں پایا تھا، اپنے ذہن کو ہر سوچ سے آزاد کرتا وہ لائٹ آف کر کے سو گیا تھا۔ اس بات سے بے پروا کے اس کے ساتھ والے پینٹ ہاؤس میں کسی پر یہ رات کس قدر بھاری گزرنے والی تھی۔

☆☆☆

"السلام علیکم! میں نے آپ کو کل یاد بھی کرایا تھا کہ آپ برائے کرم مجھ غریب مسکین کو زیادہ نہیں صرف دو وقت کا کھانا عنایت کر دیا کریں، جب سے یہاں آئی ہوں فاقہ ہی نصیب میں آئے ہیں، سوچا تھا امیر لوگ ہیں دن میں کئی بار کھاتے ہوں گے ڈراموں کہانیوں میں تو ایسے ہی دکھاتے ہیں بریک فاسٹ...... فروٹ ٹائم...... لنچ...... ٹی ٹائم...... ایوننگ اسنیکس ...... ڈنر...... کافی...... مگر یہاں آ کر معلوم ہوا دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہیں۔ غریب جہاں بھی جاتا ہے اپنے نصیب کی بھوک ساتھ لے کر جاتا ہے۔"

وہ جیسے ہی داخلی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا وہ بنا اسٹاپ کے کمر پہ ایک ہاتھ ٹکائے بولنا شروع ہوئی۔ اس نے کلائی پہ بندھی رسٹ واچ پہ ٹائم دیکھا گیارہ بج رہے تھے۔ انہیں ناشتا کیے چوبیس گھنٹے ہو چکے تھے۔ اسے اپنی بھوک کا احساس ختم ہو گیا تھا اسے برازہ کا کہاں خیال آتا تھا۔ یحیٰی ہاشوانی کی صبح شام کی کالز اسے مسلسل اسٹریس میں رکھے ہوئے تھیں۔ ابھی بھی اس کی آنکھ ان کی کال پر ہی کھلی تھی۔ اس نے سامنے کھڑی برازہ پہ ایک اچٹتی نگاہ ڈال کر موبائل فون نکال کر کھانا آرڈر کیا تھا۔ اس کے چہرے پہ چھائی گمبھیر سنجیدگی اور ماتھے پہ بچی شکنوں کا جال برازہ کے منہ پہ بریک لگانے کے لیے کافی ثابت ہوا۔ آدھے گھنٹے بعد بیل بجی تھی باوردی ویٹرز ٹیبل پر کھانا لگا کر کچھ دیر میں ہی چلے گئے۔ وہ پہلے سے ہی ٹیبل کے گرد رکھی کرسیوں میں سے ایک پر جمی تھی۔ فوراً کھانا اپنی پلیٹ میں ڈال کر کھانے لگی اداوی بھی کچھ دیر بعد اس کے سامنے والی نشست سنبھال چکا تھا۔

"تو پھر کیا فیصلہ کیا آپ نے......؟" کھانا خاموشی سے کھانے کے بعد اب وہ سابقہ سنجیدگی لیے سوال کر رہا تھا۔ تکلف پھر سے بیچ میں حائل تھا۔

"آج ہم شاپنگ کے لیے چلتے ہیں اسی بہانے زیورخ بھی گھوم لوں گی۔ میں بس ابھی چینج

www.pklibrary.com

کر کے آتی ہوں پھر چلتے ہیں۔" وہ اس کے سوال کو مکمل نظر انداز کرتی اپنی بات کہتی اٹھ کھڑی تھی۔

"مس براز ہ! ملی میں نے آپ کی واپسی کی بکنگ آج رات کی فلائٹ میں کرا دی ہے۔" اس کی بات پہ اس کے قدم تھمے تھے پھر وہ چلتی ہوئی اس کے مقابل آ کھڑی تھی۔

"آئندہ جب بھی کسی کی مجبوریوں کو خریدیے گا تو اسے اس کے بکنے کی حد ضرور بتا دیجیے گا۔" اداوی کی آنکھوں میں دیکھ کر بولتے اس کے لفظوں کے ساتھ اس کی آنکھوں میں بھی کاٹ تھی پھر اگلے ہی پل وہ پلٹ کر کمرے کی طرف چلی گئی۔ پیچھے وہ کتنی دیر سن سا بیٹھا رہ گیا۔ زندگی میں پہلی بار اسے کسی کے لفظوں نے بے چین کیا تھا۔

زیورخ کی قدیم سڑکوں پہ شاپنگ کرتے انہوں نے تقریباً پورا دن لگا دیا تھا۔ رات میں وہ اسے پینٹ ہاؤس ڈراپ کر کے خود دروازے سے ہی واپس پلٹ گیا تھا۔ کل کی رات کا ایک لمحہ بھی سکون سے نہیں گزرا تھا۔ فیصلہ کی رات کب آسان رہی ہے؟

براز ہ نے اندر داخل ہوتے ہی چھت کی طرف چہرہ کر کے ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا تھا۔ ذہنی اور جسمانی دونوں طور پہ یہ ایک تھکا دینے والا دن تھا۔ آسان نہیں ہوتا اپنی ذات کی نفی کرنا، اپنے وجود کو کسی اور انجان سانچے میں ڈھالنا۔ لوگ تو فقط نام پر کمپرومائز نہیں کر پاتے وہ تو اپنی پوری کی پوری ذات فراموش کرنے جا رہی تھی۔ شاپنگ بیگز وہیں لیونگ ایریا میں چھوڑ کر وہ بیڈروم میں آ گئی بنا کپڑے بدلے وہ بستر پر لیٹ گئی خالی ذہن بہت جلد نیند کی آغوش میں چلا گیا تھا۔

☆☆☆

بلیک جم سوٹ کے ساتھ براؤن اوورکوٹ پہنے میک اپ سے سجے چہرے پر سن گلاسز لگائے کیارا ہاشوانی اس کی ہم قدم ائیر پورٹ کی انٹرس سے باہر نکلی تھی۔

"او مائی گوڈ راہی! مائی بڈی! کیسے ہو؟" اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھتے ہی ایکسائیٹمنٹ سے چیخ ماری تھی اور پھر تیزی سے چلتی ہوئی اس کے گلے لگ گئی تھی۔

"آئی مس یو آ لاٹ مائی لٹل ہیرو۔" اس نے آخری جملہ کہتے اس کی ناک کھینچی تھی۔

"کیا! یو نو واٹ...... میں نے آپ کو بالکل بھی مس نہیں کیا۔" راہی اس سے الگ ہوتے ہوئے برہم لہجے میں بولا تھا۔

"ڈونٹ ٹیل می رئیلی......؟" کیارا نے مصنوعی صدمہ سے تھوڑا سا منہ کھولا تھا۔

"یس رئیلی...... کیونکہ میری ناک کو بہت مشکل سے ایک جلاد سے نجات ملی تھی۔" ایک ابرو چڑھا کر کہتا وہ آخر میں حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے چند قدم دور ہوا تھا۔

"ہاؤ روڈ... ! سیریسلی...؟" اس نے پوری آنکھیں کھول کر بہت افسوس سے اسے دیکھا تھا۔

"تم سے تو میں ابھی پوچھتی ہوں اور یہ تمہاری ناک... آئی چیلنج یو، اسے مجھ سے بچا کر دکھاؤ۔" وہ غیر محسوس انداز میں آگے بڑھی تھی اور راہی کا بازو اس کے ہاتھ میں تھا اور اب وہ اس کی ناک کو ایک بار پھر دبوچ چکی تھی۔

"سوری... سوری کیا، میں مذاق کر رہا تھا ٹرسٹ می کیا، پلیز...... پلیز......" وہ چیختے ہوئے معافی مانگ رہا تھا۔ ان کی عمروں میں زیادہ فرق نہیں تھا لیکن وہ کیارا کو عزت بڑی بہنوں والی ہی دیتا تھا۔

"اوکے۔ معاف کیا۔" شاہانہ انداز میں اس نے کندھے اچکا کر اپنے ایک ہاتھ سے بالوں کو جھٹکے سے پیچھے کرتے کہا تھا۔

"اب چلیں......؟" ماتھے پر تیوری چڑھائے روکھے انداز میں اداوی ان دونوں سے مخاطب تھا۔

"آف کورس بڈی۔" راہی نے فوراً ہی ڈرائیور کو اشارہ کیا تھا وہ تیزی سے آگے بڑھ کر سامان اٹھانے لگا۔

www.pklibrary.com

"اسٹاپ اسٹاپ پہلے ایک کم بیک سٹوری ہوجائے؟" دونوں ہاتھ اٹھا کر اس نے سب کو وہیں تقریباً اسٹیچو کیا تھا اور پھر ان کے آگے ٹھہر کر ایک خاص پوز بنا کر ایک تصویر کھینچی تھی اور پھر وہ ان سے لاتعلق سی ہوتی گاڑی میں بیٹھ کر موبائل میں گم ہوگئی۔ وہ دونوں بھی اسے اس کے حال پر چھوڑتے ایک دوسرے سے باتیں کرتے گاڑی میں سوار ہوگئے۔

وہ جب گھر پہنچے تو ان کے استقبال کے لیے سب ہی انٹرنس پر ٹھہرے تھے۔ سب سے پہلے ردا ہاشوانی آگے بڑھی تھیں، نزاکت سے اس کے دونوں گالوں کو چوما تھا انہوں نے۔

"یاما مس یو مائی ورلڈ۔" انہوں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامتے کہا تھا۔

"می ٹو......! یو نو...... آپ کے بغیر کچھ بھی اچھا نہیں لگتا" انہی کے انداز میں جواب دیتی وہ ان کے گلے لگی تھی۔

"ہائے گرینڈ پا!" اس نے پرجوش انداز میں ہاتھ ہلاتے کہا تھا۔

"ہائے......" جواباً انہوں نے ایک اچٹتی نگاہ اس پہ ڈالی تھی انداز میں ایک اجنبیت سی تھی۔ وہ کچھ خفیف سی ہوگئی۔ یحییٰ ہاشوانی وہاں مزید رکے بغیر اندر چلے گئے تھے۔

"ابا! تم سے ابھی بھی ناراض ہیں لیکن ڈونٹ وری...... بی پازیٹیو میں ہوں نہ ل کر منا لیں گے...... ابھی تم اپنے ڈیڈ پہ ہی گزارا کرو۔" اس کے پیچھے سے آ کر 'مصطفیٰ' ہاشوانی نے اسے تھاما تھا۔ اس نے چونک کر پلٹ کر دیکھا تھا۔ پھر جلد ہی خود کو سنبھالتے ہوئے اس نے ان کے بازو کو پکڑ کر اس پہ سر رکھا تھا۔

"یو آر بیسٹ ڈیڈ...... آئی لو یو......"

جواباً انہوں نے اس کے ماتھے پر بہت ہی محبت سے بوسہ دیتے کہا...... "ڈیڈ لو یو مور مائی لائف......!"

"اس بار تو تم نے ہمیں واقعی سرپرائز کر دیا۔ لونگ وو کیشنز...... واؤ...... نو کنفیکٹ...... شاکنگ اور وہ بھی اداوی کے ساتھ...... اسپیچ لیس...... لگتا ہے اب تم سمجھ دار ہو رہی ہو!" تب ہی دین کی بات نے ساری توجہ سمیٹ لی۔ (دین مرتضیٰ ہاشوانی کا چھوٹا صاحبزادہ)

"سمجھ دار ہو رہی ہوں کا کیا مطلب؟ میں ہمیشہ سے سمجھ دار ہوں...... اینڈ فور یور کائینڈ انفارمیشن اٹ واز جسٹ آ بزنس ٹرپ۔" وہ بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کی طرف جھٹکتے نخوت سے بولی تھی۔

کیارا اور دین کی آپس میں ہر وقت ٹھنی رہتی تھی، دونوں ہی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ اس کے جواب پر سب کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ وہ سب ان کی نوک جھوک سے محظوظ ہوتے تھے۔

"کھانا لگ چکا ہے پہلے سب کھانا کھا لیتے ہیں۔" یہ سائرہ ہاشوانی تھیں اس کی تائی مرتضیٰ ہاشوانی کی بیوی۔

"مما...... یہ بتائیں چڑیلوں کے لیے آج کے مینو میں کچھ خاص ہے یا پھر......؟" دین نے اسے دیکھتے ہوئے سائرہ سے کہا تھا۔

"تم بے فکر رہو تائی ماں اپنے کام میں پرفیکٹ ہیں۔ انہوں نے اگر کھانا تیار کرایا ہے تو تم جیسے جن کا بھی خیال رکھا ہوگا۔" وہ سائرہ کے گلے لگتے بولی تھی۔ وہ صرف اپنے ماں باپ کی ہی نہیں پورے گھر کی لاڈلی تھی۔

"یعنی تم یہ ایکسیپٹ کر رہی ہو کہ تم ایک چڑیل ہو...... تھینکس......! تم واقعی سمجھ دار ہو رہی ہو......" وہ محظوظ کن مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"تائی ماں......!" وہ جو ابھی تک ان سے چپکی ہوئی تھی احتجاجاً سر اٹھا کر شکایت کی تھی۔

"دین! وری بیڈ...... نہ تنگ کرو میری بچی کو، کتنے دنوں بعد آئی ہے۔" انہوں نے بھی جواباً فوراً دین کو گھرکا تھا اور پھر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

"کیا! پہلے تم فریش ہو آؤ۔" ردا نے اس

www.pklibrary.com

کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔
"اوکے! لیکن پہلے ایک انسا کی بیک ٹو ہوم اسٹوری...." سب نے مسکراتے ہوئے پوز دیا تھا وہ اس کے عادی تھے۔ اس کے بعد وہ اندر کی طرف بڑھ گئی بہت اعتماد سے قدم اٹھاتی ایک پل کے لیے بھی وہ اس سب سے انجان نہیں لگ رہی تھی۔ دل ہی دل میں اداوی حریری نے اس کی ایکٹنگ پر داد دی تھی۔
"میں بھی فریش ہو کر آتا ہوں۔" لیکن وہ جانتا تھا اس کے بعد کا اسے ہی سنبھالنا ہے۔ وہ ویسے تو اسے پورے گھر کا نقشہ سمجھا اور دیکھا چکا تھا لیکن پھر بھی ذرا سی غلطی ان کا راز فاش کر سکتی تھی۔ وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔
"اوکے۔ پھر ڈائننگ ہال میں آ جانا۔" ارتضیٰ ہاشوانی نے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تھا اور پھر وہ سب اندر کی طرف بڑھ گئے۔ کہنے کو وہ اس گھر کا ہونے والا داماد تھا لیکن اس کی پوزیشن آل ریڈی مستحکم تھی وہ گھر کے فرد کی طرح تھا سب کے لیے۔
"کوشش کرنا کسی کے ساتھ اکیلے میں بات نہ کرنے کی، کیونکہ مجھے اس بات کا بالکل بھی آئیڈیا نہیں ہے کہ کیارا کا تعلق ذاتی پرسنلی کس سے کیسا ہے، گوٹ اٹ؟" وہ کیارا کے روم میں پہنچی ہی تھی کہ اداوی حریری دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا، کمرے کے بارے میں گائیڈ کرنے کے فوراً بعد اس نے نصیحت کی۔
"سیوڈ!" (درج) اس نے سر ہلا دیا۔
"میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر ساتھ میں چلتے ہیں" اپنی بات کہہ کر وہ دروازے کی طرف مڑنے لگا تھا جب برازہ کی بات نے اس کے قدموں کو روک دیا تھا۔
"اتنا پروٹوکول دیں گے تو سب مشکوک ہوں گے"... الماری سے کپڑے ڈھونڈتے ہوئے وہ تھمی تھی اور پھر اسے الفاظ سے ہی نہیں تاثرات سے بھی بہت کچھ جتا دیا تھا۔
"مشکوک تو وہ پہلے ہی ہو چکے ہیں ہماری لونگ ووکیشنز کی وجہ سے"... وہ اپنی بات سے خود ہی محظوظ ہوا تھا۔
"ایز یو وش...!۔" وہ اب الماری کھولے کپڑے دیکھ رہی تھی۔
"تمہیں میرا روم تو یاد ہے نا۔"
"آپ کی معلومات کے لیے بتا دوں میری یادداشت بہت زیادہ اچھی ہے مجھے کبھی کچھ نہیں بھولتا آپ بے فکر ہو جائیں، مجھے اپنے ڈالرز بہت پیارے ہیں۔"
اس کی بات کے اختتام پر نا چاہتے ہوئے بھی ایک پل کے لیے اس کے لبوں پر مسکراہٹ نے چھب دکھائی تھی وہ اب جا کر کچھ پر سکون ہوا تھا۔
"ایک بھی ڈھنگ کا ڈریس نہیں ہے"... اس نے بڑبڑاتے ہوئے الماری بند کی تھی۔
"تمہاری بہن ہے۔" اس کی بڑبڑاہٹ اداوی کی سماعت سے محفوظ نہ رہ سکی تھی اس نے بے ساختہ کہا تھا اور پھر بنا اسے دیکھے وہ دروازے کھول کر اگلے ہی پل وہاں سے جا چکا تھا۔ پیچھے وہ دانت پیستی رہ گئی۔
"ہپوکریٹ...!"

☆☆☆

"منگنی کی تقریب پارٹی کے انتظامات کیسے جا رہے ہیں؟" ڈائننگ ہال کی خاموشی کو یحییٰ ہاشوانی کے سوال نے توڑا تھا۔
"سب کچھ اپروو ہو چکا ہے کل سے ایونٹ پلینرز آ جائیں گے ارینجمنٹس کے لیے۔" مصطفیٰ ہاشوانی بولے کیونکہ وہی سارے انتظامات دیکھ رہے تھے۔
"ہوں......"
"ڈیڈ گیسٹس کل شام سے آنا شروع ہو جائیں گے۔" ارتضیٰ ہاشوانی بولے۔
"کہاں ٹھہریں گے۔" یحییٰ ہاشوانی نے چکن

www.pklibrary.com

کا سلائس کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"ماریک انٹرنیشنل ہاکنز میں۔" مرتضیٰ ہاشوانی نے پانی کا گلاس اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

"بی کیئرفل، گیسٹس کو کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہونی چاہیے، وہ یہاں صرف ایونٹ کے لیے نہیں آ رہے، بزنس کے لیے بھی آ رہے ہیں۔" ایک پل کے لیے انہوں نے کھانے سے ہاتھ روک کر مرتضیٰ ہاشوانی کو دیکھتے تنبیہ کی۔

"ڈونٹ وری ڈیڈ، آل مینج۔" مرتضیٰ ہاشوانی نے اپنی طرف سے تسلی دی۔

"بزنس مرجر کے انتظامات کیسے جا رہے ہیں؟" اس بار ان کا رخ ارتضیٰ ہاشوانی کی طرف تھا۔

"گرینڈ پا! میں ڈنر کے بعد چیک کرتا ہوں۔" ان سے پہلے اداوی نے جواب دیا تھا۔

"ارتضیٰ سب ہینڈل کر رہا ہے اور کل تمہارے بابا بھی آ جائیں گے تم صرف اپنے ایونٹ پہ فوکس کرو...... ڈریسز وغیرہ فائنلائز ہو گئے؟" ان کے لہجے میں ایک محسوس کی جانے والی محبت تھی اداوی سے بات کرتے ہوئے۔

"اوکے گرینڈ پا...!" اداوی نے سر اثبات میں ہلا کر کہا۔

"ڈیڈ! یہ تو یہاں نہیں تھے لیکن میں آل ریڈی کچھ ڈریسز وغیرہ شارٹ لسٹ کر چکی ہوں، آدھے گھنٹے تک ڈیزائنرز آنے والے ہیں۔" اریج ارتضیٰ ہاشوانی بولی تھیں۔

"گڈ ورک! مجھے ایک کام سے کہیں جانا ہے آئی ول جوائن یو آن دا ایونٹ، خیال رکھنا کسی چیز کی کمی نہ رہ جائے۔" وہ کھانا کھا چکے تھے اپنی بات کے اختتام پر جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"گرینڈ پا! مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔" اداوی ان کو اٹھتا دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر نامحسوس سا تذبذب تھا جو فوراً ہی یحییٰ ہاشوانی کی زیرک نگاہوں میں آیا تھا۔

"اس وقت تو میں لیٹ ہو رہا ہوں اداوی مائی

کنگ، میں واپس آ جاؤں پھر آرام سے بیٹھ کر بات کریں گے۔" اچٹتی نگاہ سے انہوں نے اس کی نگاہوں کے سوال پڑھے تھے اور پھر نظرانداز کرتے اس کے کندھے پر تھپکی دیتے وہاں سے چلے گئے تھے۔

وہ ضبط کرتا بیٹھ گیا اندر ایک طوفان تھا جو اٹھ رہا تھا۔ اس سارے منظر میں کیارا (برازہ) اپنے آپ میں مگن بے پروائی کھانے سے انصاف کر رہی تھی تائی ماں اور اس کی مما اس کے لاڈ اٹھانے میں لگی ہوئی تھیں۔

☆☆☆

"ڈونٹ یو تھنک اریج چچی! یہ ڈریسز کچھ زیادہ ہی ہیوی ہیں، آپ میرا ٹیسٹ جانتی ہیں، اس طرح کے کپڑے اور میں...! نو وے۔"

اس کے کمرے میں اس وقت پوری دوکان کھلی تھی۔ ڈیزائنرز کے علاوہ اس وقت اریج، روا اور اداوی وہاں موجود تھے۔ ایک کے بعد ایک کھلا ڈریس پہلے سے زیادہ خوب صورت تھا جبکہ سب سے اچھی بات یہ تھی کہ سب ڈریسز روایتی پاکستانی تھے۔ لیکن اسے کچھ دیر پہلے کی اداوی حریری کی بات یاد آئی جو اس نے ڈائننگ ہال سے یہاں آتے ہوئے کی تھی...... "کیارا کوئی بھی چیز دوسروں کی پسند سے نہیں خریدتی چاہے وہ کتنی ہی بیسٹ کیوں نہ ہو، وہ عیب نکال ہی لیتی ہے تو تم بھی یہ یاد رکھنا......کیارا!۔" جواباً اس نے گھور کر اداوی حریری کو دیکھا تھا لیکن اب وہ کیارا تھی تو عیب نکالنا تو بنتا ہے نا!

"کیارا! میری جان، تمہاری انگیجمنٹ ہے۔ اب ایسے موقعوں پر تو اسی طرح کے ہی ڈریسز ہوتے ہیں۔" روا نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے بہت محبت سے کہا تھا۔ برازہ کے دل کی ایک بیٹ مس ہوئی تھی ماں اور اس کی مامتا کا احساس شعور میں آنے کے بعد پہلی بار محسوس کیا تھا۔

www.pklibrary.com

"تو مما، مجھے اس طرح کے کپڑے نہیں پہننے۔ میں ابھی اپنے ڈیزائنر سے بات کرتی ہوں، آپ پلیز فکر نہ کریں آئی ول ٹیک کیئر آف اٹ!" اس نے اپنا موبائل فون اٹھایا تھا۔

"کیارا! یہ ڈریسز تھیم کی وجہ سے منگوائے ہیں سب کچھ پہلے سے طے ہے۔ ایونٹ پہ تم دونوں نے صرف پاکستانی ٹریڈیشنل ڈریسز ہی پہننے ہیں۔" اریج حیب نہ رہ سکیں فوراً بولیں۔

"بٹ چچی، اٹس ناٹ مائی اسٹائل یو نواٹ۔" وہ منہ پھلائی صوفہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"کیارا! میری جان آئی نو بٹ کچھ ڈفرینٹ ٹرائی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ٹرسٹ می یو ول لائیک اٹ۔" ردا اس کی تقلید کرتے ساتھ بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھامتے بولی تھیں۔

"بٹ مما! یو نو مجھے اس طرح کی ہیوی لکس نہیں پسند۔" وہ بہت اچھی طرح کریکٹر میں تھی۔

"کیا، شادیوں پہ اسی طرح کے ہی کپڑے ہوتے ہیں، ناؤ چیئر اپ اور پسند کر کے ٹرائی کرو۔" جواباً وہ منہ پھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ انداز ایسا تھا جیسے احسان کر رہی ہو۔

"کیارا! اگر اگلے ہی سیکنڈ تم نے موڈ ٹھیک نہیں کیا تو میں نے ایونٹ کینسل کروا دینا ہے۔" اس کے سوجے منہ کو دیکھتے اریج بولی تھیں۔

"اوہ! مائی سویٹ چچی، ڈیٹس گریٹ پلیز......" وہ ہنس دی تھی۔

"ایسے ہنستی رہا کرو" ۔اریج نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔

"تو یہ میلو ڈرامہ......اوہ یعنی کوئی آپشن نہیں ہے۔" اس نے اریج اور ردا کو دیکھتے کہا تھا۔

"میلو ڈرامہ کہو یا ایموشنل بلیک میلنگ، لیکن اب کچھ پسند کرو۔" اریج آگے سے بولی تھیں اور وہ منہ پھلا کر آگے بڑھ کر ڈریسز چوز کرنے لگی تھی۔

ادادی حریری اس دوران اپنے موبائل میں اس طرح گم تھا جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو وہ سب کچھ نہ کچھ بول رہے تھے ڈسکس کر رہے تھے۔ پھر یوں ہی بہت خاموشی چھا جانے پر اس نے موبائل فون سے نظریں ہٹا کر دیکھا تو کچھ پل کے لیے وہ گم سی گئی تھیں بلکہ سب کچھ جمود کا شکار ہو چکا تھا سوائے سامنے سفید لہنگے میں ملبوس اپنی پوری سادگی کے ساتھ براذہ کے۔ جو سب کی الجھتی اور رکتی نظروں سے کنفیوز ہوتی اپنے آپ میں ہی سمٹ رہی تھی۔

"یو ہیو آ امیزنگ چوائس......" ڈیزائنر کے تعریفی کلمات نے ادادی حریری کے فسوں کو توڑا تھا۔ وہ فوراً ہی جانے کے لیے اٹھ کھڑا تھا۔ دل عجیب بے چین سا ہو رہا تھا۔

"چچی! مجھے بہت کام ہے آپ خود ہی میرا ڈریس چوز کر لیجیے گا آئی ٹرسٹ یو۔" پھر وہ رکا نہیں تھا۔

"ناپ تو چیک کر لیتے۔" پیچھے اریج بولتی رہیں وہ ان سنی کرتا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ باہر آ کر اس نے دو گہرے سانس ہوا کے سپرد کیے تھے۔ عجیب سے احساسات ہو رہے تھے، اس کی سمجھ سے باہر تھا یہ۔

☆☆☆

"تو پھر ریڈی ہو کل کی تقریب کے لیے۔" ادادی اور براذہ اس وقت پول کے کنارے چل رہے تھے۔ باہر لان اور پول سائیڈ کی سجاوٹ تقریباً ہو چکی تھی صرف فنشنگ ٹچ رہ گئے تھے۔ کل صبح کا ایونٹ تھا۔ آج ادادی کے گھر والے بھی آ گئے تھے اور بھی کافی مہمان آ چکے تھے۔ انہیں کل آنے کے بعد آج موقع ملا تھا اکیلے بات کرنے کا، وہ بھی کافی مشکل سے۔ سب کے سونے کے بعد ادادی نے براذہ کو میسج کیا تھا۔ نئی جگہ اور آنے والے وقت کے وسوسے اس کی نگاہوں سے نیند تو لے ہی جا چکے تھے۔ وہ کچھ دیر بعد اس کی بتائی گئی جگہ پہ تھی اور اب وہ سوال کر رہا تھا۔ پہلی بار اس کے لہجے میں نامحسوس سی اداسی تھی۔

"اس کے علاوہ کوئی آپشن ہے......؟" وہ اس

www.pklibrary.com

کے سامنے آ رکی تھی اس کے لفظوں میں ہی نہیں انداز میں بھی کاٹ تھی۔ اداوی حریری نگاہوں کو چراتا کرسی پہ جا بیٹھا تھا۔

"تم بہت اچھی ایکٹر ہو، اگر میں اس سب کا حصہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہیں کیارا ہی سمجھتا۔" وہ اب خود کو کمپوز کر چکا تھا۔

"تعریف کا شکریہ۔" وہ بالوں کو کیارا کے انداز میں جھٹکتی ایک ادا سے اس کے مقابل آ بیٹھی تھی۔ اس کی نظریں ایک بار پھر بھٹکی تھیں۔ کل سے دل کی حالت پہ وہ حیران کم اور پریشان زیادہ تھا۔ وہ اس چہرے سے پچھلے کئی سالوں سے واقف تھا۔ کتنی بار وہ دونوں اکیلے بھی آیا جایا کرتے تھے اور فیملی گیدرنگز میں تو شمولیت نہ ہو یہ بھی ممکن نہیں رہا تھا لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اس نے کیارا میں یا کیارا نے اس میں دلچسپی محسوس کی ہو بلکہ اس کے برعکس وہ دونوں ایک دوسرے کو زہر سے بھی زیادہ برے لگتے تھے۔ اور اب اچانک سے اس چہرے پر نگاہوں کا تھمنا، بار بار یاد آنا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ اسے کیارا کی غیر موجودگی اس کی یاد دلا رہی تھی کیا......؟

"سیریسلی، اگر انٹرسٹ ہے تو اس فیلڈ میں کافی اسکوپ نظر آ رہا ہے مجھے آپ کا، ویسے آپ کا پروفیشن ہے کیا؟" وہ ایک بار پھر تکلف بیچ میں لے آیا تھا۔

"ویسے تو سارا بائیو ڈیٹا تم نے میرا نکلوایا ہوا ہے، حیرت ہے اگر یہ نہیں معلوم۔" اس کا انداز وہی سابقہ تھا۔

"یہاں ایک تصیح کر لیں آپ، آپ کا بائیو ڈیٹا میں نے نہیں گرینڈ پا نے نکلوایا ہے اور مجھے صرف اتنی اتنا معلوم ہے جو انہوں نے بتایا ہے۔" وہ اپنی عادت کے برخلاف وضاحت دے رہا تھا۔

"ایکٹر ہی ہوں میں بائے پروفیشن، ٹی وی سوپ میں چھوٹے موٹے رولز کرتی ہوں۔" یہ پہلی بار تھا کہ وہ اپنی ذات کے حوالے سے کسی سے کوئی بات کر رہی تھی، وہ بہت ریزرو سی تھی بائے نیچر یا حالات اور حیثیت کی وجہ سے۔

"واؤ ویٹس نائس، یعنی تم اپنے ملک میں سلیبرٹی ہو۔" وہ پھر سے آپ سے تم پر آ گیا تھا۔ اگر وہ غور کرتا تو اپنی ذہنی الجھن کو سمجھ پاتا۔

اس کے جملے کے جواب پر اس کے لیے اپنی ہنسی کو کنٹرول کرنا مشکل ہو گیا وہ اتنا ہنسی کے آنکھوں کے کونے نم ہو گئے۔ اداوی حریری جیسے مبہوت سا ہو گیا تھا۔ برقی قمقموں کا اس پہ پڑتا عکس...... وہ منظر اپنے اندر ساری خوبصورتیاں سمیٹ آیا تھا۔

"جتنا کم میرے سین ہوتے ہے ان میں میرا چہرہ اگر کسی ایک آدھ بندے کو یاد رہ جائے یہی بڑی بات ہے۔ سلیبرٹی...... ہاہاہا...... ویری فنی......" اس نے بامشکل ہنسی کو روکتے جواب دیا تھا۔ لیکن جملے کے اختتام پر پھر ہنس دی تھی۔

"برازہ! تمہاری کسی کے ساتھ کمٹمنٹ ہے؟" بے ساختہ وہ سوال پوچھ بیٹھا تھا۔

"آپ کو نہیں لگتا آپ بہت پرسنل ہو رہے ہیں؟" وہ خفگی تھی۔ فوراً مسکراہٹ کٹی تھی ماتھے پر شکن سجائے بولی تو لہجہ میں بھی اجنبیت سمو آئی تھی۔

"میں اس لیے پوچھ رہا تھا کہ اگر آپ کی کسی سے کوئی کمٹمنٹ ہے تو پھر مجھے معلوم ہونا چاہیے ان کیس... کچھ بھی پاسبل ہے، آئی مین ہماری سچویشن ایسی ہے کہ کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتے۔" وہ اٹھ کر اپنی کرسی کے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے بولا تھا۔ وہ زندگی میں پہلی بار اس طرح کنفیوز ہوا تھا کچھ کہتے ہوئے۔

جواباً وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی پول کے اس کونے پہ جا کھڑی جہاں سے اسٹیج نظر آ رہا تھا۔ اسٹیج کو دیکھتے اس کے چہرے پہ نافہم سے تاثرات چھا گئے تھے۔ اداوی بھی قدم اٹھاتا اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا، وہ بولی تو آواز بہت مدہم تھی یوں جیسے کسی گہری کھائی میں سے آ رہی ہو۔ اگر رات کا سناٹا نہ ہوتا اور وہ اس کے بالکل پیچھے نہ آ کھڑا ہوتا تو اس کی بات نہ سن پاتا۔

www.pklibrary.com

"شادی، کمٹمنٹ یہ ساری چیزیں اعتبار کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں اور ہم جیسے سڑک پر چلنے والے لوگ زندگی کی سفاکی کو اتنا قریب سے دیکھ لیتے ہیں کہ باقی تو جیسے تیسے زندگی گزار لیتے ہیں لیکن اپنا اعتبار کسی کو بہت مشکل سے سونپ پاتے ہیں۔ میں شادی کرنے پہ یقین نہیں کرتی کیونکہ میرے خیال میں شادی آپ کی اچھی خاصی آزادی کو سلب کر کے کسی دوسرے شخص کو بے وجہ خود پر مسلط کرنے کا نام ہے، جو کرتے ہیں ان کے لیے اچھی بات ہے، کرنی چاہیے اگر وہ انٹرسٹڈ ہیں تو......" وہ بولتے بولتے اچانک چپ ہوئی یوں جیسے کسی خیال نے ٹوکا ہو۔ "خیر مجھے حیرت تو تم جیسے لوگوں پہ ہوتی ہے جو کسی کے بھی کہنے پر کسی سے بھی کسی بھی وقت شادی کرنے کے لیے راضی ہو جاتے ہیں۔"

ایک پل کے لیے درمیان خاموشی چھائی تھی اسے نے دل ہی دل میں خود کو ڈپٹا تھا اتنا کھل کر بات کرنے پر، اور پھر رخ ادادی کی طرف کرتی نخوت سے بولی تھی۔ مقصد اپنی بات کا اثر زائل کرنا تھا۔

"ہمارے ہاں شادی ایسے ہی ہوتی ہے اس میں عجیب کیا ہے۔ آپ کے بڑے آپ کے لیے آپ سے زیادہ ہی اچھا فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور سمجھ رکھتے ہیں آئی تھنک!"

ادادی حریری ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ گھساتا پہلے سا تھا۔ اس کا بھی فسوں ٹوٹ چکا تھا۔ اور دل کی اداسی مزید بڑھتی جا رہی تھی۔

"گڈ فور یو......، شکر ہے میں اس سیٹ اپ کا حقیقی کردار نہیں ہوں" اس نے آسمان پہ نگاہ ڈالتے عملی طور پر بھی رب کا شکر ادا کیا تھا اور پھر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔ وہ اس کے جانے کے بعد بھی وہاں سے ہل نہیں پایا تھا۔ گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی اسے۔ وہ وہیں رہا تھا رات کی گہرائی صبح کی سفیدی میں بدلنے تک۔ کوئی اور بھی تھا اس سارے منظر کا عینی شاہد...!

☆☆☆

رات کا نا جانے کون سا پہر تھا جب سوچوں نے نیند کی آغوش میں پناہ لی تھی صبح اپنے ساتھ افراتفری لے کر آئی تھی اور اداسی بھی، یوں جیسے کچھ تھا جو ٹھیک نہیں تھا۔ وہ تیار ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی تھی اپنا آپ انجانا سا ہو گیا تھا یہاں آنے کے بعد سے، اس نے ایک گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔ اسی وقت دروازہ کھول کر ردا، اریج اور نمی حریری (ادادی کی والدہ) اندر داخل ہوئی تھیں۔ وہ پلٹی تھی ذہن میں فوراً آواز گونجی تھی۔ لائٹ...... کیمرا ...... ایکشن اور ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ وہ رول میں تھی۔

"ہمیشہ کی طرح شان دار لگ رہی ہو......" نمی حریری نے نزاکت سے اس کے گال چومتے ہوئے کہا تھا۔

"تھینک یو، گورجیس......" وہ تھوڑا سا کمر کو خم دے کر بولی تھی۔ تب ہی ساحل، راہی (کیارا کا بھائی)، دین، عریش، (مرتضیٰ ہاشوانی کے بیٹے)، آکل اور کیف (ارتضیٰ ہاشوانی کے بیٹے) کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"اوہ مائی گاڈ! یہاں تو ایک چڑیل کا بسیرا تھا پھر یہ کیسے ہوا کہ پری راستہ بھول گئی۔" دین ہو کیارا کے سامنے اور خاموشی ہو...... ناممکن......! یہ اور بات کہ آج انداز میں شوخی مفقود تھی۔

"یہاں ایک جن تھا اسی کے ساتھ ہی گئی تھی تم نے دیکھا اسے۔" کیارا نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے جوابی کارروائی کی تھی۔

"چڑیل اور جن کے ساتھ، تو پھر اس بے چارے شہزادے کا کیا ہوگا جس کو چڑیل نے قابو کیا ہوا ہے؟" دین کے لفظوں میں کچھ حسرت سی تھی۔

"جھوٹے میں نے کب کسی کو قابو کیا ہے؟" کیارا نے حیران ہوتے ہوئے پوری آنکھیں کھولی تھیں۔

"اوہ! تو تم ہی وہ چڑیل ہو تو یعنی روپ بدلا ہوا

www.pklibrary.com

ہے......!" دین نے چونکنے کی مصنوعی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا۔

"مما......تائی ماں......!" اس نے فوراً شکایتی نظروں سے ان دونوں کو دیکھتے پکارا تھا۔ وہ دونوں اپنی ہی باتوں میں معروف تھیں ان کی طرف ان کا دھیان نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو تائی ماں دین کے انداز پر ضرور ہنستیں۔

"دین ناٹ ناؤ......!" تائی ماں نے فوراً ہی سرزنش کی تھی۔

"بٹ مما میں تو......" دین بولنے لگا تھا کہ......

"تم دونوں آج کے دن سیز فائر کرو، پلیز...... باہر فوٹوگرافرز انتظار کر رہے ہیں۔" آئل نے بیچ میں آ کر بیچ بچاؤ کیا تھا۔

"ویٹ......ویٹ......ویٹ پہلے ہمیں تو ہماری بہن کو دیکھ لینے دو......" ساحل اور راحی نے آگے بڑھ کر کیارا کو ایک ساتھ ہی گلے لگایا تھا۔ کیارا نے راحی کی ناک پکڑی تو وہ فوراً ہی چیخنے لگا سب اس کی اوور ایکٹنگ پر ہنس دیے تھے۔

"کیارا بہت جلدی یہاں سے چلی جائے گی پھر یہی باتیں مس کرو گے۔" تائی ماں نے پیار سے کیارا کو ساتھ لگاتے کہا تھا۔ ان کی اس بات پر سب ہی ایکدم سے اداس ہوئے تھے۔

"تم سب ایسے جذباتی ہو رہے ہو جیسے اس کی رخصتی ہو رہی ہو۔ ابھی صرف انگیجمنٹ ہے یہ پہاڑ اتنی آسانی سے نہیں سر کنے والا حوصلہ رکھو، زیادہ سر پہ نہ چڑھاؤ اسے ورنہ مشکل ہو جائے گی۔" دین کی زبان پر پھر کھجلی ہوئی تھی۔ سب نے ایک ساتھ ہی گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"اوکے......اوکے اب میں کچھ نہیں کہوں گا آپ سب ایموشنل ہوتے رہیں۔" دونوں ہاتھ اٹھا کر اس نے مدافعانہ انداز اختیار کیا تھا۔

"میں تمہاری جان آسانی سے چھوڑ کر جاؤں گی اگر یہ خوش فہمی تمہیں ہے تو پلیز دور کر لو کیونکہ یہ اس زندگی میں ممکن نہیں ہے۔" کیارا نے جوابی کارروائی کی تھی۔

"سب پوز دیں میرے فرینڈز ویٹ کر رہے ہوں گے ہماری پکس دیکھنے کے لیے۔" اور موبائل فون اٹھائے وہ کیمرے میں لمحے قید کرنے لگی تھی۔

دین نے جواب دینے کے بجائے صرف برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا تھا جانتا تھا اس وقت کچھ بھی کہنا اپنے اوپر آفت مول لینے والی بات تھی۔ کیارا کا یہ روپ اس کے ضبط کا امتحان تھا وہ بہت خاموشی سے وہاں سے باہر آ گیا تھا۔ پیچھے فوٹوگرافرز بھی شوٹ کرنے کے لیے آ گئے تھے۔

"کاش کہ تم میری جان واقعی نہ چھوڑ کر جاتیں۔" باہر آ کر ایک گہری سانس اس نے ہوا کے سپرد کی تھی۔ بعض اوقات وقت کے امتحان جاں پر عذاب بن کر اترتے ہیں۔ وہ بھی اس وقت اسی عذاب سے گزر رہا تھا۔

☆☆☆

"تھنک یو ایوری ون، یہاں آنے کے لیے، ہماری خوشیوں میں شریک ہونے کے لیے، آئی ہوپ یو آل آر انجوائنگ......!" یحییٰ ہاشوانی اس وقت مائیک ہاتھ میں تھامے اسٹیج پر کھڑے تھے ان کے ساتھ ہی یدین حریری کھڑے تھے جبکہ ان کے ایک طرف اداوی اور کیارا کھڑے تھے تو دوسری طرف ان دونوں کے والدین۔ مہمان تمام آ چکے تھے تقریب اپنے پورے عروج پر تھی یہ رنگ سرمئی شام سے کچھ پہلے کے لمحات تھے۔

"ہاشوانیز کا حریریز سے برسوں پرانہ تعلق ہے جیسے کہ آپ سب جانتے ہیں ہماری دوستی کو آج پورے پچاس سال ہو گئے ہیں۔ یہ ایونٹ خاص طور پر آج ہی کے دن رکھا گیا تا کہ اس دوستی کو رشتے داری کے بندھن میں باندھ کر اس یادگار دن کو مزید یادگار بنایا جائے۔" یحییٰ ہاشوانی نے یدین حریری کو بات کے اختتام پر گلے لگایا تھا۔ پورا لان تالیوں سے گونج اٹھا تھا۔

www.pklibrary.com

"ہم دونوں کے لیے یہ دوستی ہمیشہ ہر رشتے سے بڑھ کر رہی ہے۔ یونیورسٹی میں ہونے والی یہ دوستی زندگی بھر کا تعلق جوڑ دے گی یہ نہ تو تب میں نے سوچا تھا اور نہ ہی یحییٰ نے، ہاں ایک خواہش عہد کی صورت باندھی تھی کہ اگر زندگی نے وفا کی تو ہم اس دوستی کو رشتے داری میں ضرور باندھیں گے، اور آج وہ وقت آ گیا ہے۔" اب مائیک یدین حریری کے ہاتھ میں تھا۔

"ان شاء اللہ آنے والا وقت ہماری دوستی کے لیے مزید خوشیاں لے کر آئے گا۔ اس نئے تعلق کے ساتھ "اداوی اور کیارا کو دیکھتے انہوں نے کہا تھا۔ تب ہی اسٹیج کے گرد فائر ورک ہونے لگا اور ویٹرز ٹرالی پر کیک لے آئے۔ تالیوں کی گونج میں ان دونوں نے اپنی دوستی کے گولڈن جوبلی کا کیک کاٹا تھا۔

"اداوی میرا خون نہیں ہے لیکن یہ مجھے اپنے بیٹوں اور پوتوں سے زیادہ عزیز ہے۔" مائیک ایک بار پھر یحییٰ ہاشوانی کے ہاتھ میں تھا۔ بات کرتے انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اسے پاس بلا کر گلے لگایا تھا۔ "ایسے ہی کیارا میں میری جان بستی ہے یہ بھی آپ سب جانتے ہیں حالانکہ مجھ جیسے بزنس مین کو اپنی کمزوری کا اعلان یوں سرِ عام نہیں کرنا چاہیے لیکن آپ سب جانتے ہیں میں کمزوریاں دکھا کے اور طاقت چھپا کر رکھنے کا عادی ہوں۔" ان کی اس بات پر سب ہنس دیے تھے۔ وہ کچھ پل کے لیے خاموش ہوئے تھے ایک طائرانہ نظر انہوں نے سامنے موجود لوگوں پہ ڈالی تھی اور پھر ساتھ کھڑے اداوی اور کیارا کو دیکھا تھا۔

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ آج کے دن کیارا اور اداوی کی انگیجمنٹ ہوئی تھی۔" ان کی بات پر اچانک سے خاموشی چھائی تھی سب کے چہروں پر ناسمجھ تاثرات تھے۔ "آپ سب پریشان کیوں ہو گئے؟ انگیجمنٹ سرمنی تو ہوگی ہی لیکن اس کے ساتھ ہی میرے پاس آپ سب کے لیے ایک سرپرائز ہے جو میں رنگ سرمنی کے بعد اناؤنس کروں گا۔"

ان کی بات پر سب ہنس دیے تھے۔ کچھ لوگوں نے اونچی آواز میں "دِس ناٹ فیئر" بھی کہا تھا۔

"آئی نو بٹ دی بیسٹ تھنگ ان لائف کم ود پیشنس" (میں جانتا ہوں لیکن زندگی میں بہترین چیزیں صبر کے ساتھ آتی ہیں) پھر انہوں نے رنگ سرمنی شروع کرنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہاں ایک بار پھر تالیوں کی گونج گونجی تھی۔

اداوی آگے بڑھا تھا وہ دونوں اب ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے تمام لائٹس کو مدھم کر کے ان دونوں پہ اسپاٹ لائٹ ڈال دی گئی تھی۔ اداوی نے کیارا کا ہاتھ تھاما تھا۔ اسے لگا تھا جیسے اس نے کسی برف کو چھو لیا ہو۔ اس نے فوراً سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اس کا چہرہ بالکل نارمل تھا وہاں کسی قسم کا کوئی تاثر نہیں تھا دھیمی مسکراہٹ سجائے وہ اپنے رول میں تھی۔ صورت حال ایسی تھی کہ سوچوں پر بائدھ باندھنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا سو اس نے بھی کیا۔ تالیوں کی گونج میں اس نے اس کے بے جان ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی پہنائی۔

وہ جو اسٹیج سے کچھ فاصلے پر کھڑا اپنے دل کے اجڑنے کا منظر دیکھ رہا تھا۔ اب کہ اس کا ضبط جواب دے گیا تھا، وہ مزید وہاں رکنے کا حوصلہ خود میں نہیں پاتا تھا، وہ پلٹا تھا۔

"گرینڈ پا! ہر کوئی اتنا لکی نہیں ہوتا کہ اس کے صبر سے اس کی زندگی میں اچھی چیزیں ہونے لگیں۔" آسمان پر ایک نگاہ ڈالتے اس نے دبی دبی آواز میں خود کلامی کی تھی۔ پھر وہ صرف اس منظر سے ہی نہیں، گاڑی نکال کر گھر سے بھی بہت دور چلا گیا تھا۔

اگلے پل برازہ نے بھی انگوٹھی اٹھا کر اس کی انگلی میں پہنائی تھی وہ جو بظاہر نارمل پوز کر رہی تھی اس لمحے اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ مخفی نہ رکھ سکی اپنے چہرے کے تاثرات کی طرح۔ ایک دفعہ پھر سب نے

www.pklibrary.com

تالیاں بجائی تھیں۔ کیارا اور ادادی کو سب گھر والوں نے گلے لگا کر مبارک دی تھی۔

''شومی یور رنگ'' براز ہ نے مبارک باد وصول کرنے کے بعد ادادی سے اونچی آواز میں کہا تھا اس نے کچھ الجھتے ہوئے ہاتھ آگے کیا تھا۔

''میرے فرینڈز ویٹ کر رہے ہیں...!'' اس نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس کے سامنے موبائل فون لہرا کر جیسے اسے نیند سے جگایا تھا۔ وہ کیسے آؤٹ آف زون چلا گیا تھا...؟

''یہ سب سچ نہیں ڈرامہ ہے۔'' اس نے دل ہی دل میں خود کو گھر کا تھا۔ اس کے لیے خود کو سمجھنا مشکل ہو رہا تھا اس کے اوپر کبھی حالات و واقعات اثر انداز نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی انسان...! وہ بہت پریکٹیکل تھا۔ اسے اپنے جذبات پر پورا اختیار تھا۔ لیکن آج جیسے کچھ بھی کنٹرول میں نہیں رہا تھا۔ اس نے خود کو کمپوز کرتے براز ہ کی طرف دیکھا تھا۔ جو سوشل ویب سائٹس کے لیے ویڈیوز اور پکچر کیچ کرتی مکمل طور پر اپنے کریکٹر میں تھی۔ چہرے کے تاثرات کو کنٹرول کرتے وہ بھی کریکٹر میں آیا تھا۔ تب ہی یحییٰ ہاشوانی نے دوبارہ سے مائیک تھام لیا تھا۔

''تو کیا خیال ہے سب کا......؟ سرپرائز اناؤنس کر دیا جائے۔'' انہوں نے بولنے سے پہلے یدین حریری کی طرف اجازت طلب نگاہوں سے دیکھا تھا انہوں نے سر اثبات میں ہلا کر گویا انہیں ہاں کہا تھا۔ براز ہ کی چھٹی حس رات سے ہی اسے بے چین کیے ہوئے تھی۔ یحییٰ ہاشوانی کی کے سسپنس نے ایک بار پھر سے اس کے اندر اودھم مچایا تھا۔ اس نے پہلی بار پریشانی سے ادادی کو دیکھا تھا۔ وہ بھی اسی لمحے اسے ہی دیکھ رہا تھا نگاہیں ملی۔ اسی پل یحییٰ ہاشوانی نے اپنا سرپرائز ظاہر کیا تھا۔

''گرینڈ پا، آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے آپ تو سب جانتے ہیں، آپ اس طرح کی بات کہہ بھی کیسے سکتے ہیں؟''

یحییٰ ہاشوانی کی گرینڈ اناؤنسمنٹ کسی بلاسٹ کی طرح تھی۔ وہ دونوں شاکڈ ہوئے تھے۔ لوگوں کی آوازوں نے انہیں جلد ہی اس شاک سے نکالا تھا۔ براز ہ نے اس پر ایک غصہ بھری نگاہ ڈالی تھی اور پھر وہ وہاں سے خاموشی سے چلی گئی تھی۔ اور اب وہ یحییٰ ہاشوانی کے ساتھ اسٹڈی میں ٹھہرا سوال کر رہا تھا۔

''تمہیں اب مجھ پہ بھروسا نہیں رہا......؟'' انہوں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سخت انداز میں کہا تھا۔

''بات بھروسا کی نہیں ہے، لیکن آپ خود سوچیں یہ کیسے ممکن ہے آپ کے علاوہ کوئی اور یہ بات کرتا تو......لیکن آپ کیسے......؟ گرینڈ پا میری سمجھ کچھ نہیں آ رہا۔'' وہ سر ہاتھوں پہ گرا کر دیوان پہ بیٹھ چکا تھا۔

''تمہیں سب سمجھ میں آ جائے گا، ابھی جو میں کہہ رہا ہوں اسے ہونے دو، یہی اس وقت ضروری ہے ہم سب کے لیے، مجھے یقین ہے تم مجھے مایوس نہیں کرو گے، اب اٹھو بہت دیر ہو رہی ہے، مہمان انتظار کر رہے ہوں گے۔''

وہ بہت ڈھیلے سے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا اسے یقین تھا یحییٰ ہاشوانی۔ وہ اس کے آئیڈیل تھے۔ اس نے دیکھا تھا یحییٰ ہاشوانی کو وہ بری سے بری سچویشن کو بھی اپنے حق میں بدلنا جانتے تھے۔

''مجھے کچھ ٹھیک فیل نہیں ہو رہا اگر ہم اس بار سنبھال نہ پائے تو بہت گڑبڑ ہو جائے گی...!'' دبے دبے لہجے میں اس نے اپنے اندیشے ظاہر کیے تھے۔

''ٹرسٹ می مائی کنگ......!'' (مجھ پر بھروسا کرو) انہوں نے گلے لگا کر اس کی پیٹھ تھپک کر حوصلہ دیا تھا جیسے۔ یہ اور بات کہ اپنے اندر کے طوفان سے تو وہ خود ہی واقف تھا۔

☆☆☆

وہ وہاں سے چلتی ہوئی کیارا کے کمرے میں آ بیٹھی تھی اس وقت یہی اس کی واحد جائے پناہ تھی......دماغ کی نسیں غصے کی زیادتی سے پھٹنے کے

www.pklibrary.com

قریب تھیں۔ اتنا بڑا دھوکا...... کیسا فریب تھا جو اس کے اردگرد بنا جا رہا تھا وہ جتنا سوچتی جا رہی تھی اتنا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کا ذہن ایک بار پھر کچھ دیر پہلے کے مناظر میں الجھ گیا۔ یحییٰ ہاشوانی کے الفاظ کسی بازگشت کی طرح سنائی دے رہے تھے۔

"آج صرف رنگ سرمنی ہی نہیں ہوگی بلکہ اداوی اور کیارا کا نکاح بھی ہوگا۔ قاضی صاحب آپ پلیز اسٹیج پہ تشریف لے آئیں۔" اس اعلان نے تو ہر طرف ہلچل مچادی کتنی دیر فضا میں تالیوں کی گونج سنائی دیتی رہی، ہر طرف مسکراہٹیں تھیں۔ مبارک بادیں تھیں جبکہ ان دونوں کے اندر بیک وقت سناٹے چھائے تھے، شاک اتنا شدید تھا کہ کچھ پل لگے تھے سنبھلنے میں اور اب وہ یہاں تھی۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ ہر شے کو تہس نہس کردے تب ہی دروازہ کھول کر اداوی حریری اندر داخل ہوا تھا۔ وہ کسی چیل کی طرح اس پر جھپٹی تھی۔

"کیا ہے یہ سب...... ہوں...... بے وقوف سمجھتے ہو مجھے...... پاگل لگتی ہوں کیا شکل سے، تم لوگوں نے یہ سوچ بھی کیسے لیا...... ہوں......؟ یعنی اگر کیارا نہیں تو میں سہی، بس مقصد پورا ہونا چاہیے... میں کچھ نہیں جانتی مجھے ابھی اور اسی وقت پاکستان جانا ہے دیٹس اٹ...... بھاڑ میں جائے تمہارا کنٹریکٹ...... بھاڑ میں جائیں تمہارے پیسے...... اور بھاڑ میں جاؤ تم......" اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو گئی تھیں لیکن ایک بھی آنسو نہیں گرا تھا وہ بہت مضبوطی سے اس کے مقابل کھڑی تھی۔

"تمہیں یاد ہو تو یہاں آنے سے پہلے ہماری ایک اور ڈیل ہوئی تھی کہ آگے چاہے جو بھی ہوگا تم چھوڑ کر نہیں جاؤ گی؟" اداوی حریری کا انداز سخت تھا۔ "میں نے تمہیں جانے کا آپشن دیا تھا تم یہاں رکنا چاہتی تھیں، یہ تمہاری چوائس تھی۔" اس کی صاف گوئی انتہا پہ تھی۔

"ڈیل ہوئی تھی کا کیا مطلب ہے، نکاح کرلوں؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ایک ایک لفظ چبا کر بولی تھی۔

"ہاں...... کیوں کہ میں تمہیں پہلے ہی اچھے سے یہ بات سمجھا چکا ہوں کہ میری فیملی اور بزنس کی بہتری کے لیے چاہے جو بھی فیصلہ کیا جائے گا اسے تمہیں قبول کرنا ہوگا۔" اسی کے انداز میں جواب دیا تھا اس نے بھی۔

"تمہیں لگتا ہے یہ بہت آسان ہے...... ہوں...... تماشا بنا کر رکھ دیا ہے تم نے کنٹریکٹ کے نام پر میرا...... میں نے اپنی ذات نہیں بیچی تھی صرف وقت بیچا تھا...... بہت بڑی غلطی کرلی میں نے یہاں آ کر تم پہ اعتبار کرکے...... تم امیر زادے تمہارے ہاں کہاں انسان اور اس کی ذات کی قدر ہے۔ تم لوگوں کو ہر چیز میں صرف اپنا نفع نقصان دیکھنا ہوتا ہے ہر قیمت پر...... لیکن مائنڈ اٹ اداوی حریری، تم مجھے اس بات کے لیے مجبور نہیں کرسکتے......" سابقہ انداز میں بات کرتے آخر میں اس نے شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے جیسے وارن کیا تھا۔ دھیمے قدم اٹھاتا اس کے نزدیک آ کر اس نے اس کی انگلی کو تھام لیا تھا اور پھر جب بولا تو آواز میں آخری حد تک سفاکیت تھی۔

"تمہیں لگتا ہے تمہارے پاس کوئی اختیار ہے......؟ یہ ہاشوانی مینشن ہے یہاں کوئی پرندہ بھی ہماری اجازت کے بغیر پر نہیں پھیلا سکتا تو تم اور تمہاری ذات کیا حیثیت رکھتی ہے... گرینڈ پا اناؤنسمنٹ کرچکے ہیں، مہمان انتظار کررہے ہیں، تمہارے لیے بہتر ہوگا کہ کوئی مسئلہ پیدا نہ کرو...... ورنہ تمہیں یہاں غیر قانونی ثابت کرنے میں مجھے پانچ سیکنڈ لگیں گے بلکہ پولیس کے بغیر بھی اور بہت کچھ کیا جاسکتا ہے تمہارے ساتھ...... اگر دو منٹ میں تم باہر اسٹیج کے قریب نہیں آئیں تو...... میں یقین دلاتا ہوں کہ تم ساری زندگی ان دو منٹ لوٹ آنے کے لیے ترسوگی......" اس کی آنکھیں لفظوں سے زیادہ سفاک تھیں۔

اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی

www.pklibrary.com

وہ بہت بری طرح پھنسی تھی اور بہت بری جگہ پہ......
اداوی حریری وہاں سے جا چکا تھا اور وہ پیچھے کتنی دیر سُن سی کھڑی رہ گئی۔ اس کا یہ روپ اور انداز دونوں ہی نئے تھے اس کے لیے۔

وہ تو یہاں صرف اپنی بہن کے لیے آئی تھی۔
یہ پیسے کنٹریکٹ یہ سب تو صرف ایک آڑ تھی کیارا سے ملنے کے لیے۔ مگر اب وہ پچھتا رہی تھی اپنی بے وقوفی پہ، اپنی جلد بازی پہ...... دولت کے انباروں پہ بیٹھے ان انسانوں کے پاس کہاں دل ہوتے ہیں......؟ یہ پیسے کے پجاری ان کے ہاں صرف اپنا غلط صحیح ہوتا ہے...... کمرے میں چکر کاٹتے اس کا ذہن تیزی سے تانے بانے جوڑے جا رہا تھا پھر ایک خیال پہ اس کی ساری سوچ تھم گئی تھی...... وہ آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

''میں ولائی ہوں اداوی حریری، تم ان دو منٹ کے واپس پلٹ آنے کے لیے ترسو گے......!'' وہ فیصلہ کر چکی تھی۔

اس کے دوبارہ وہاں آنے پہ ایک دم خاموشی چھائی تھی۔ روا اور اریج تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھیں۔ لائٹس کو مدھم کر کے اس پہ اسپاٹ لائٹ ڈال دی گئی تھی، بیک گراونڈ میں میوزک آن کر دیا گیا تھا۔ وہ دھیمے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ خود سے عہد کر رہی تھی۔

''اداوی حریری میں براز علی تمہیں اپنے آگے گھٹنے ٹیکنے پہ مجبور کر دوں گی...... آج میں مجبور ہوئی ہوں ایک دن ایسا آئے گا کہ تم مجبور ہو گے...... تب میں براز علی تمہیں کوئی موقع نہیں دوں گی...... اداوی حریری تم اور تمہارے گرینڈ پا ساری زندگی اس وقت کو یاد کر کے پچھتائیں گے۔ آئی ول میک شور اٹ آئی پرامس۔''

وہ اسٹیج کے قریب آ چکی تھی اداوی نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اور اس نے دل میں آخری جملہ ادا کرتے بہت ہی خوب صورت مسکراہٹ چہرے پر سجاتے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ اداوی حریری کے چہرے پہ اس وقت ایک عجیب سناٹا سا چھایا تھا۔

کچھ دیر میں نکاح کی رسم ہو گئی کتنا مشکل تھا یہ براز علی ہوتے ہوئے کیارا ہاشوانی کے سگنیچر کرنا...... ایک آنسو ضبط توڑ کر کیارا کے نام کو دھندلا کر گیا تھا۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا یہ سب سچ ہو کر بھی اس کی ذات کو کتنا جھوٹا کر گیا تھا۔ وہ ایسے رشتے میں بندھ گئی تھی جس کا صرف بوجھ ہی اٹھایا جا سکتا تھا۔ بظاہر کیارا ہاشوانی کا نکاح ہوا تھا ہر طرف اس کا نام اس کی ذات تھی اور حقیقت میں وہ براز علی......!

''کیارا! آج میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اس نکاح کا بوجھ میں تمہاری ذات پر نہیں ڈلنے دوں گی...... براز علی تمہیں اس دوراہے پہ بھی کھڑا نہیں ہونے دے گی جہاں سچ جھوٹ اور جھوٹ سچ کا روپ دھار لیتا ہے سکیں۔''

نکاح کے بعد سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اسی پل...... اسی پل اس نے بھی ہاتھ اٹھائے تھے کیارا سے عہد کرنے کے لیے......!

☆☆☆

سنسان سڑک کے کنارے گاڑی کو پارک کیے وہ اس کے بونٹ پر بیٹھا تھا۔ حد نگاہ کوئی ذی روح نہیں تھا۔ سرد ہواؤں سے بے پروا وہ اپنے دل کے بڑھتے درد سے بے قرار تھا۔ دھندلی دھندلی سی کئی یادیں تھیں جو ایک کے بعد ایک اس کی گھٹن کو مزید بڑھا رہی تھیں۔ اسے صحیح سے وہ پل نہیں یاد تھا جب دل نے کیارا کا نام خود میں بسایا تھا۔ ان دونوں کی بچپن سے ہی آپس میں نہیں بنتی تھی جہاں ساتھ ہوتے کوئی نوک جھوک نہ ہو یہ ممکن ہی نہیں تھا۔ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ کب اسے یہ نوک جھوک اچھی لگنے لگی۔ اسے اپنے جذبات کی خبر نہ ہوتی اگر اس دن وہ مما سے وہ سوال نہ کرتا۔

اس دن اداوی گھر آیا ہوا تھا وہ اکثر وہاں آتا جاتا رہتا تھا اس کا آنا جانا اتنا تھا کہ اس کا اپنا روم تھا یہاں، یہ سب کے لیے نارمل تھا لیکن اس دن کچھ تو ایسا تھا جو اسے بے کل کر رہا تھا، گرینڈ پا کا اسے

www.pklibrary.com

خصوصی اہمیت دینا، کیارا کی سنجیدگی جو ہر بار ہی اس کے آنے پہ اس کے انداز کا حصہ بن جاتی تھی۔ اس نے آج محسوس کی تھی۔ بے چینی بڑھی تو اس نے مما سے پوچھ لیا۔

"مما! اداوی کو ہمارے گھر میں کچھ زیادہ ہی اہمیت نہیں ملتی...؟ میں جانتا ہوں وہ گرینڈ پا کے بیسٹ فرینڈ کا اکلوتا بیٹا ہے لیکن پھر بھی...!" وہ اس وقت لیونگ روم میں بیٹھے تھے۔ ان سے کچھ فاصلے پر اداوی گرینڈ پا کے ساتھ بیٹھا کوئی بزنس ڈیل ڈسکس کررہا تھا۔

"اہمیت تو ہے اس کی آخر کو ہمارا اکلوتا داماد ہے۔" سائرہ نے محبت بھری ایک نگاہ اداوی پر ڈالتے اسے جواب دیا تھا۔ وہ ان کی بات سمجھ نہیں پایا تھا۔

"داماد...؟" لیکن دل کو شاید خبر ہوگئی تھی اسی لیے ہی بامشکل لفظ لبوں سے آزاد ہوئے تھے۔

"کیا مطلب...؟ تمہیں نہیں پتا...؟ کیارا اور اداوی کی بچپن سے بات طے ہے، حیرت ہے سب جانتے ہیں تمہیں واقعی نہیں پتا تھا...؟" وہ حیران ہوئی تھیں۔ اور وہ تو جیسے پتھر کا ہوگیا تھا یوں لگا تھا جیسے اس کے سر پر پہاڑ آگرا ہو۔

وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگیا تھا۔ اسے یوں لگا تھا جیسے کسی نے اس کا دل نکال لیا ہو۔ محبت ہونے کی خبر جدائی کے ساتھ آئی تھی تین سال ہوگئے تھے اب تو اس عذاب کو گزرے بھی لیکن تب سے لے کر آج تک وہ دل کو سنبھال نہیں پایا تھا۔ اس نے ایک بار پھر آسمان کو دیکھا آنکھیں شدت جذبات سے سرخ ہورہی تھیں۔ موبائل فون کی مسلسل بجتی رنگ نے اس کا تسلسل توڑا تھا اس نے بے دلی سے کال ریسیو کی تھی دوسری طرف سائرہ تھیں۔

"دین! تم کہاں ہو...؟ تمہارے پاپا کتنی بار تمہارا پوچھ چکے ہیں۔" ان کا لہجہ پرتشویش تھا۔

"ایک کام یاد آگیا تھا وہی کرنے گیا ہوں،

رنگ سرمئی تو ویسے بھی ہو چکی تھی۔" ایک پل کو رک کر اس نے خود کو سنبھالتے جواب دیا۔

"ہاں لیکن ابھی نکاح ہونا باقی ہے۔" یہ اطلاع نہیں تھی بلاسٹ تھا جو اس کے اعصاب پر پھوٹا تھا۔

"نکاح...؟" دبی دبی سے آواز آزاد ہوئی تھی لبوں سے جیسے خود کلامی کی ہو اس نے۔

"ہاں تمہارے گرینڈ پا نے ابھی اعلان کیا ہے، ہم تو خود انجان تھے۔ لیکن تم بتاؤ تمہارے پاپا کو کیا جواب دوں کتنی دیر میں آرہے ہو...؟" الفاظ نہیں تھے سیسہ تھا جو انہوں نے اس کے کانوں میں انڈیلا تھا۔ لب سل گئے تھے۔ وہ ہیلو ہیلو کرتی رہ گئیں موبائل کب کا ہاتھ سے چھوٹ کر گر چکا تھا۔ دکھ تو یہ تھا کہ زندگی نے ایک موقع بھی نہیں دیا تھا اظہار کا... شاید اس کے حصہ میں ازل سے ضبط ہی تحریر تھا۔

☆☆☆

"پوچھو گے نہیں میں نے تم سے نکاح کیوں کیا......؟"

نکاح کے بعد کافی دیر تک ایونٹ چلتا رہا تھا کھانے کے ساتھ میوزیکل گروپ کی پرفارمنس کا بھی انتظام تھا۔ اس وقت رات اپنے تیسرے پہر میں تھی مہمان جاچکے تھے اور گھر والے بھی سو چکے تھے...... اور وہ فل والی جگہ پر بیٹھا خالی الذہنی سے سامنے لان کو دیکھ رہا تھا۔ ہر سو سناٹا سا چھایا تھا اندر بھی باہر بھی۔ اس سناٹے کو برازہ کی آواز نے توڑا تھا۔ وہ چونک کر پلٹا تھا۔ اس کی موجودگی نے اسے حیران کیا تھا وہ اس کے پیچھے کھڑی تھی اس نے ابھی تک کپڑے نہیں بدلے تھے۔ وہ اسے نافہم انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے اس کی موجودگی اور سوال کو سمجھ نہ پایا ہو۔

"فرنچ میں نہیں بات کررہی جو اس طرح سے دیکھ رہے ہو خیر۔ تمہیں تو فرنچ بھی آتی ہوگی......؟" اب وہ دھیمے قدم اٹھاتی اس کے مقابل آ بیٹھی تھی

www.pklibrary.com

بالکل اس جگہ جہاں کل بیٹھی تھی لیکن کتنا کچھ تھا جو ایک ہی دن میں بدل گیا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا اب کسی سوال کی گنجائش رہ گئی ہے۔" اس کا انداز بہت خشک تھا۔

"سوال تو کبھی ختم نہیں ہوتے شاید جواب سننے کی تاب ہر کوئی نہیں رکھتا ہے۔" بہت لاپروا سا انداز تھا اس کا کچھ دیر پہلے کے واقعات کا ہلکا سا بھی تاثر اس کے چہرے پر نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ واقعی بہت اچھی ایکٹرس تھی۔ وہ اسے دل میں سراہے بغیر نہ رہ سکا۔

"تمہیں اگر جواب دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو دے دو۔" اس نے نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔ اب وہ دوبارہ لان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"میں اس سوال کا جواب اب صرف تب ہی دوں گی جب تم واقعی اس کا جواب جاننا چاہو گے...... اوہ سوری تم نہیں آپ...... اب تو آپ مجازی خدا ہیں میرے، عزت تو دینی پڑے گی...... ہیں نا......؟" سنجیدگی سے کہتے اس نے اچانک ہی ٹون بدلی تھی۔ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی وہ براہ راست اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ صرف کاغذی رشتہ ہے اس کی میرے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے، نکاح کیارا کا ہوا ہے اور تم برازہ علی ہو۔" اس کا انداز وہی تھا سرد و سفاک۔

"اداوی حریری! ہر چیز ڈرامہ ہو سکتی ہے مگر یہ نکاح نہیں......!"

وہ اٹھی تھی اور اس کے مقابل آ ٹھہری تھی جب بولی تو اس کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ اداوی نے اسے چونک کر دیکھا تھا لیکن وہ وہاں رکی نہیں تھی مضبوط قدم اٹھاتی وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

"تو تم نے آخر اداوی کو قبول کر لیا ہے...!" وہ لان سے نکل کر اپنے کمرے کے سامنے پہنچی تھی۔ جب پیچھے سے پوچھے گئے سوال پر ٹھٹک کر پلٹی تھی۔ اس کے سامنے دین کھڑا تھا۔ یہ دین اس دین سے بہت مختلف تھا جو کچھ دیر پہلے اسے زچ کر رہا تھا۔ بہت ٹوٹا بکھرا سا، سرخ شکوہ کناں آنکھوں سے اسے دیکھتا ہوا، اس کی حالت دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

"کیا میرے پاس اس کے علاوہ کوئی آپشن تھا...؟" وہ اپنے کمرے کے دروازے سے ٹیک لگاتی کیارا کے رول میں آتی بہت لاپروائی سے بولی تھی۔ دور کہیں اداوی کی پہلے دن کی نصیحت ذہن میں گونجی تھی لیکن اس وقت اس کا اس پر عمل کرنے کا کوئی موڈ نہیں تھا۔

"اگر آپشن ہوتا تو کیا انکار کر دیتیں...؟" کوئی آس سی تھی اس کے لہجے میں۔ اس نے چونک کر مقابل کھڑے دین کو دیکھا تھا۔ اس نے محبت کبھی نہیں کی تھی لیکن محبت کی پہچان رکھتی تھی اور اس وقت اس کے سامنے کھڑا ٹوٹا بکھرا شخص سراپا محبت تھا۔ وہ الجھی تھی "... کیا کیارا واقف تھی...؟" ذہن میں سوال اٹھا تھا۔

"انکار تو وہ کرتے ہیں جن سے اجازت طلب کی جاتی ہے۔" تمسخرانہ مسکراہٹ نے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔

"تم کب سے مجبور ہونے لگیں...؟" اس نے خود کو کمپوز کرتے اپنے ازلی چھیڑنے والے انداز میں کہا تھا۔

"جب سے تم میری فکر کرنے لگے...!" اس نے ایک آبرو اٹھا کر اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

"تمہاری فکر اور میں... جاگتے میں خواب دیکھنے لگی ہو کیا...؟" وہ اب اپنے آپ کو کسی حد تک سنبھال چکا تھا آخر اب تو عادت سی ہو گئی تھی دل کو مارنے کی۔

"خواب اور تمہارے...؟" برازہ نے پوری آنکھیں کھولی تھیں۔ "مجھے نیند میں ڈرنا نہیں ہے جو جن کے خواب دیکھوں گی...!" ایک ادا سے بال جھٹکتے اس نے نخوت سے کہا تھا اور پھر پلٹ کر

CS CamScanner

www.pklibrary.com

کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ اندر جاتی اسے رکنا پڑا تھا دین نے اس کی کلائی تھام لی تھی۔ اس کا دل ایک لمحہ کے لیے بند ہوا تھا ساری جان ہاتھ میں سمٹ آئی تھی۔ اداوی کی نصیحت پھر سے ذہن میں گونجی تھی۔ وہ غلطی کر بیٹھی تھی اس کا احساس اسے بہت دیر سے ہوا تھا۔ بامشکل خود کو نارمل کرتی وہ پلٹی تھی۔ اس کی اور دین کی نگاہیں ایک پل کے لیے ملی تھیں، وہ ٹھٹکا تھا اگلے ہی پل وہ اس کی کلائی چھوڑ چکا تھا۔ ماتھا پُرشکن ہو گیا تھا اس کا...!

"تم کیارا ہو... لیکن مجھے اجنبی کیوں لگ رہی ہو...؟" وہ بولا تو الجھن سی تھی اس کے لہجے میں۔ وہ سٹپٹائی تھی تو کیا وہ جان گیا تھا کہ وہ کیارا نہیں ہے؟ تو کیا آج ہی اس راز سے پردہ اٹھ جائے گا؟ وہ پریشان ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی۔ راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی، آواز کے تعاقب میں دیکھا تو عرلیش نیند سے بے حال کھڑا تھا۔

"آپ دونوں اس وقت بھی لڑ رہے ہیں اسٹرینج"... اس نے اونگھ کو ہاتھ سے روکتے کہا تھا۔

"نہیں ہم صرف بات کر رہے تھے... تم بتاؤ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" دین نے ہمیشہ والی بشاشت لہجے میں سموتے کہا تھا۔ لیکن چہرہ اس بشاشت کا ساتھ نہیں دے پایا تھا۔

"میں تو کچن میں جا رہا ہوں بھوک لگی ہے، میرے روم کا انٹرکام شاید خراب ہو گیا ہے اسی لیے خود سے جانا پڑ رہا ہے۔" وہ وضاحت دیتا اب ان کے قریب آچکا تھا۔

"آپ لوگ کھائیں گے کچھ...؟" اب وہ ان دونوں کو دوبارہ دیکھتے سوال کر رہا تھا۔ اس وقت وہ اگر نیند میں نہ ہوتا تو ان کے چہروں کے اڑے رنگ دیکھ کر ضرور ٹھٹکتا۔

"نہیں۔ میں تو بہت تھک چکی ہوں، اب سوؤں گی۔" عرلیش کی آمد جیسے غیبی مدد ثابت ہوئی تھی اس کے لیے وہ فوراً انکار کرتی مزید کچھ سنے بغیر دروازے کھول کر اپنے روم میں آگئی تھی۔ آج کا صرف دن ہی نہیں رات بھی عذاب بن کر گزری تھی۔

☆☆☆

"کیا...... اتنا لیٹ ہو رہا ہے ابھی تک سو رہی ہو...... گیٹ اپ بیٹا......"

ساری رات آنکھوں میں کٹی تھی صبح ہونے کے بعد تھکے ہوئے اعصاب نے بے بس ہو کر نجانے کس وقت آنکھیں موندی تھیں اور اب روا ہاشوانی اسے اٹھانے آئیں تو دل ہی نہیں کر رہا تھا اٹھنے کا، اس کھیل کو مزید جاری رکھنے کا۔

"مما! آئی ڈونٹ وانٹ ٹو گیٹ اپ پلیز......" اس نے کیارا کے کردار میں آ کے اپنے دل کی بات کی تھی۔

"کیارا! آج کا دن بہت اہم ہے۔ آج ہاشوانیز اور حریریز کا آفیشل مرجر ہے۔ دیر مت کرو۔ اٹھو جلدی سے تیار ہو جاؤ......" روا ہاشوانی نے اس کے بال سہلاتے کہا تھا۔ ان کی بات سے اس کے دل میں آگ سی لگی تھی یہی مرجر ہی تو ساری فساد کی جڑ تھا۔

"ایم ناٹ فیلنگ ویل مما، سوری مجھے نہیں لگتا میں آج جا پاؤں گی۔" اٹھ کے بیٹھتے ہوئے اس نے بال سمیٹے تھے۔

"کیا ہوا......؟ فیور ہے......؟ تمہاری آنکھوں میں اتنی سرخی کیوں ہے......؟" انہوں نے فکرمند ہوتے پہلے اس کے ماتھے کو چھوا تھا پھر اس کی تھوڑی پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کرتے کہا تھا۔

"سر میں درد ہے شاید تھکن کی وجہ سے ہو گیا ہے۔" نگاہیں چراتی بولی تھی۔

"کیارا! جانا تو بہت ضروری ہے کیونکہ تم نے کچھ پیپر ورک کرنا ہے، میں تمہیں ٹیبلیٹ دے دیتی ہوں تم کھا کر آدھے گھنٹے لیٹ کر پھر تیار ہو جانا ابھی کچھ ٹائم ہے۔" روا ہاشوانی اٹھتے ہوئے بولی تھیں۔

www.pklibrary.com

"بٹ مما......" اس کا دل جتنا خراب ہو رہا تھا کم از کم آج کے دن تو اس نے کسی کی بھی شکل نہیں دیکھنی تھی۔

"کیارا! پلیز...... مزید اگر مگر نہیں، تمہیں جانا ہے......" روا نے پلٹ کر سختی سے تنبیہہ کی تھی اور پھر اسے ٹیبلٹ کھلا کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔

مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق وہ اٹھی تھی، فریش ہو کر کپڑے نکالے تھے اور اب آئینہ کے سامنے آ بیٹھی تھی۔ ٹھنڈے پانی نے آنکھوں کی سوجن تو کم کر دی تھی مگر سرخی اب بھی کچھ باقی تھی۔

"تم کب سے کمزور ہونے لگی براز علی......؟ زندگی تو کبھی بھی تمہارے لیے پھولوں کی سیج نہیں رہی ہے۔ ہر موڑ ایک نیا چیلنج لے کر آیا ہے، ہر پل ایک نئی آزمائش کے ساتھ کھلا ہے۔ اور تم نے ان سب چیلنجز اور آزمائشوں کو زیر کیا ہے اب ہمت بڑی ہو گئی ہے تو آزمائش بھی بڑی ہوئی تھی نا......! تمہیں اس بار صرف اپنے لیے ہی نہیں کیارا کے لیے بھی ہمت کرنی ہے۔ کچھ تو ایسا ہے جو ٹھیک نہیں ہے اب تمہیں اپنی چھٹی حس کو نظر انداز نہیں کرنا بلکہ سینسرز کی طرح استعمال کرنا ہے جیسے کہ آج تک کرتی رہی ہو، تم یہ کر سکتی ہو......!" وہ خود کلامی کر رہی تھی اپنے عکس سے اور پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئی ایک نئے عزم کے ساتھ۔

وہ کمرے سے باہر آئی اسی وقت اداوی راہداری میں داخل ہوا ایک پل کی لیے نگاہوں کا تصادم ہوا تھا پھر اداوی نگاہ چرا گیا تھا۔

"ریڈی ہو......؟" بہت ریزروسا انداز تھا۔

"ہاں...... بتائیں کیسی لگ رہی ہوں؟" جواباً بے تکلفی تھی اور بے حد تھی۔

"ہم لیٹ ہو رہے ہیں سب انتظار کر رہے ہوں گے۔" وہ اسے مکمل نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھا تھا۔

"جب سے ڈرامے دیکھنے اور کرنے لگی ہوں ہمیشہ ایک بات بہت بار سنی ہے۔" اس کے قدم نکلے تھے۔ وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

"نکاح میں بہت طاقت ہوتی ہے یہ دو اجنبی دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے سچ کہتے تھے آپ کا کیا خیال ہے اداوی حریری۔"

جواباً اس نے ایک پل کے لیے بہت سرد نگاہوں سے اسے دیکھا تھا اور پھر بنا کچھ کہے اس کی سائیڈ سے گزرتا باہر چلا گیا تھا۔

"بہت مشکل ہے اپنی ذات کو یوں گرانا لیکن مجھے یہ کرنا ہے کیارا کے لیے......!" اس کی ایک پل کی نگاہ نے جیسے اس کی عزت نفس کو چوراہے پہ لا کھڑا کیا تھا۔

بورڈ میٹنگز، آفیشل ڈاکومنٹس سارا دن گزار کر اب وہ پریس کانفرنس میں شریک تھے۔ براز کی الجھن مزید بڑھ گئی تھی۔ اگر بقول اداوی کیارا گھر چھوڑ کر کہیں چلی گئی تھی تو اب اس پریس کانفرنس میں اس کی شرکت کیا۔ وہ اس طرح کیارا کو واپس لانا چاہتے تھے؟ پریس کانفرنس تو ہونی ہی تھی لیکن اس کی شمولیت اس قدر بھی ضروری نہیں تھی۔ پریس کانفرنس میں پہلے تو سارے سوال مرجر کو لے کر ہوتے رہے پھر سوالوں کا رخ ان کی ذات پہ مڑ گیا۔

"اداوی حریری! سننے میں تو یہی آ رہا ہے کہ آپ دونوں بچپن سے ہی کمٹڈ تھے فیملی کی طرف سے اور اب اس سب کو صرف آفیشل کیا گیا ہے انگیجمنٹ کرتے کرتے نکاح......؟ لگتا ہے اب دلوں کا معاملہ ہو گیا ہے؟"

ایک فرنچ رپورٹر نے مسکراتی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتے انگلش میں پوچھا تھا۔ اس سوال پر ان دونوں کی نگاہیں ایک پل کے لیے ملی تھیں۔ اگلے ہی پل اداوی نگاہیں چراتا رپورٹرز کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"نکاح بھی فیملی کا ہی فیصلہ ہے۔" سپاٹ لہجے میں اس نے مختصر جواب دیا تھا۔

"آج کے دور میں رہتے ہوئے اتنی فرماں برداری اب یہ نہ کہیے گا کہ بیوی سے محبت بھی فیملی

www.pklibrary.com

کے کہنے سے کروں گا۔" امریکن رپورٹر نے مزاح کے رنگ میں طنز کیا تھا۔سب ہنس دیے تھے۔

"اس میں حرج کیا ہے؟" اداوی نے ایک ابرو اٹھا کر سابقہ سنجیدگی سے کہا تھا۔

اس کے انداز پر ایک گمبھیر سے خاموشی چھائی تھی۔اس پریس کانفرنس میں ان دونوں کے علاوہ صرف یحییٰ ہاشوانی تھے۔اداوی کی بات پہ انہوں نے غیر محسوس انداز میں ایک تنبیہی نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

"میں مذاق کر رہا تھا..... آف کورس... ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اسی وجہ سے آج تک ساتھ ہیں اور آگے بھی ساتھ زندگی گزاریں گے۔" سب ہنس دیے تھے اس کے پریکٹیکل جوک پہ۔اس کے بعد ایک دو سوالوں کے بعد پریس کانفرنس ختم ہو گئی۔فوٹو گرافرز ان کے فوٹو کلکس کر رہے تھے۔جب برازہ نے یحییٰ ہاشوانی کو موبائل فون پہ آنے والی ایک فون کال پہ چونکتے دیکھا اور پھر وہ غیر محسوس انداز میں خالی کونے کی طرف جاتے دکھائی دیے برازہ کی چھٹی حس نے الارم دیا تو وہ بھی غیر محسوس انداز میں اسی طرف چل دی۔کچھ اوٹ میں ہو کہ وہ ایسی جگہ پہ کھڑی ہو گئی جہاں سے وہ یحییٰ ہاشوانی کو سن سکے۔

"سب کچھ ویسے ہی کیا ہے نا جیسے میں نے کہا کیا تھا۔" ان کی آواز بہت دھیمی تھی وہ بامشکل ہی سن پا رہی تھی۔

"بس کچھ دن اور، اگر وہ راضی نہ ہوئی تو میرے آرڈر دینے پر ایک منٹ ضائع کیے بغیر اس قصے کو ختم کر دینا۔میں آل ریڈی بہت کچھ اس کے چکر میں داؤ پہ لگا چکا ہوں۔اب بس کچھ دن پھر کوئی حتمی فیصلہ کر لوں گا.....اوکے۔خیال رکھنا۔کل والی غلطی پھر سے نہ ہو..... ورنہ مجھ سے تم اچھے سے واقف ہو۔" یحییٰ ہاشوانی کے لہجے کی سفاکیت نے اسے برف کیا تھا۔وہ بات ختم کرتے ہی وہاں سے چلے گئے تھے۔وہ جب سے آئی تھی یحییٰ ہاشوانی کی ذات کچھ مشکوک سی لگ رہی تھی اب بھی..... کچھ تھا جو ٹھیک نہیں تھا اور اسے اس سب کا جلد ہی پتا لگانا تھا۔

☆☆☆

"تم چاہے دنیا کو بے وقوف بنا لو لیکن میں جانتی ہوں تمہاری اور کیارا کی شادی خالصتاً بزنس ڈیل ہے۔" واپسی پہ وہ دونوں اکیلے تھے۔اس کی بات پہ وہ ہنوز بے تاثر رہا۔براز ہ کے لیے اس کا رویہ متوقع تھا۔

"لیکن کیا سچ میں تمہیں..... سوری سوری آپ کو کسی سے محبت نہیں ہوئی تھوڑی سی بھی.....؟" وہ ویسے ہی بے تاثر رہا بس اسٹیئرنگ پر ہاتھ کا دباؤ کچھ زیادہ بڑھا تھا اور کار کی اسپیڈ کچھ تیز ہوئی تھی۔وہ بالکل صحیح جا رہی تھی۔دل ہی دل میں خود کو داد دی تھی اس نے۔

"یہ تو زیادتی ہوئی آپ کے ساتھ۔اب کیارا کو دیکھ لیں جہاں تک اس کے موبائل فون کے میسجز وغیرہ کو میں نے پڑھا ہے اس سے مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ کسی میں انٹرسٹڈ تھی اور بہت عرصے سے یہ سلسلہ چل رہا ہے..... کیارا کا موبائل فون آپ نے مجھے دیا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ خود اس بات سے بے خبر ہوں.....؟" اس نے ہوا میں تیر چلاتے ہوئے مصنوعی تعجب سے کہا تھا۔وہ ہنوز چپ تھا جیسے طے کر کے آیا ہو آج اس سے بات نہیں کرے گا۔

"ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنی بڑی زندگی میں کبھی کوئی ایک شخص بھی اچھا نہ لگے؟" اس کی کوشش بھی انتہا پہ تھی۔"اب مجھے ہی دیکھ لیں۔اوہ سوری، یہ بات تو میں نے آپ کو بتائی ہی نہیں۔آپ مجھ سے پوچھ رہے تھے نا اس دن کہ کہیں میں کسی کے ساتھ کمٹڈ تو نہیں ہوں!" اس وقت تو میں نے آپ کو نہیں بتایا کیونکہ مجھے لگا تھا کہ بس کچھ دنوں کی بات ہے پھر تو مجھے یہاں سے چلے ہی جانا ہے اور آپ سے میرا تعلق ہی کیا تھا جو میں اپنی پرسنل لائف آپ کے ساتھ ڈسکس کرتی لیکن اب جب کہ....." وہ کچھ پل کے لیے رکی تھی۔اگر وہ اس وقت اداوی کو دیکھ رہی ہوتی تو اس کے چہرے کی سرخی اسے بہت

www.pklibrary.com

کچھ سمجھا دیتی۔ "کوئی ہے جو مجھ سے محبت کرتا ہے بہت سالوں سے لیکن میں نے کبھی اسے سیریس نہیں لیا تھا۔ لیکن اب یہاں آنے کے بعد وہ اکثر یاد آتا ہے۔ سوچتی ہوں سچی محبت کرنے والے لوگ بہت مشکل سے ملتے ہیں واپس جانے کے بعد اس کی محبت قبول کرلوں۔"

اچانک سے بریک لگی تھی تیزی سے چلتی گاڑی اچانک سے رکی تو اس کا سر ڈیش بورڈ سے لگتے لگتے بچا تھا۔

"کیا ہوا......؟" وہ اپنی بات بھول کر اداوی کی طرف مڑی تھی۔ جس کے ماتھے پر اتنی ٹھنڈ میں بھی پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔

"اترو گھر آگیا ہے۔" سرد سا انداز تھا اس کا، وہ الجھن کا شکار ہوتی گاڑی سے باہر آئی۔ وہ بنا رکے یوٹرن لیتا تیزی سے گاڑی واپس موڑ گیا۔ وہ کتنی دیر وہاں پر سوچ کھڑی رہی اس نے تو کچھ بھی غلط نہیں کہا تھا وہ تو یہ قصہ اس لیے سنا رہی تھی تاکہ اداوی اگر کسی کو پسند کرتا تھا یا ہے تو اسے بتا دے تاکہ وہ اس سب سے خود کو اور کیارا کو آزاد کر سکے۔

اندر جاتے ہوئے اسے کل رات کا منظر یاد آیا تھا وہ اب تک اس اثر سے نکل نہیں پائی تھی۔ سرخ آنکھوں کا درد جب بھی یاد آتا دل میں ایک ٹیس سی اٹھتی تھی۔ آج بھی اس نے دین کی وقتاً فوقتاً اپنے اوپر اٹھتی نظروں کو محسوس کیا تھا یہ اور بات کہ آج ان آنکھوں میں درد سے زیادہ الجھن محسوس کی تھی اس نے...!

وہ اندر آئی تو گھر کی عورتیں اور لڑکے لیونگ روم میں بیٹھے آج اور کل کے کی تقریب پر تبصرے کر رہے تھے۔ وہ بنا کسی کی نظروں میں آئے وہاں سے خاموشی سے گزر جانا چاہتی تھی۔ یہ دو دن اسے اندر سے بہت تھکا گئے تھے وہ کچھ دیر کے لیے صرف اپنے ساتھ اکیلی رہنا چاہتی تھی۔

"کیا تم آگئیں......؟ کیس جوائن از.... بہت مزیدار قسم کی گفتگو ہو رہی ہے۔" اریج کی اس پر نظر پڑی تو مسکراتے ہوئے اسے بلایا تھا۔ سب کی توجہ فوراً اس کی طرف مبذول ہوئی تھی۔

"سوری چچی اس وقت بہت تھکی ہوئی ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھ کھڑے کرتے مسکراتے ہوئے عملی طور پر بھی معذرت کی تھی۔ بات کے اختتام پر اس کی اور دین کی نظروں کا ایک پل کے لیے تصادم ہوا تھا نگاہوں کی الجھن کچھ اور بڑھ گئی تھی۔ وہ تذبذب میں ہوتی زاویہ بدل گئی تھی۔

"صبح بھی سر میں درد تھا"... روابا شوانی اٹھ کر اس کے پاس آگئی تھیں۔ "اب کیسی طبیعت ہے...؟" وہ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیے محبت سے پوچھ رہی تھیں۔

"بس تھوڑی بہت تھکن ہے"... وہ سچ کہہ رہی تھی۔

"او کے۔ تم جا کر آرام کرو..." اس کے ماتھے پر بوسہ دینے کے بعد انہوں نے ماؤں والی خصوصی فکر سے اسے دیکھتے کہا تھا۔ جواباً اس نے انہیں مسکرا کر دیکھا تھا۔

☆☆☆

ناجانے کس بات پر اس کا آپے سے باہر ہوا تھا، وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ براذہ کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ تیز رفتاری سے کافی دیر ڈرائیو کرتا رہا تھا پھر جب تھک گیا تو "بیچ اوشن" چلا آیا۔ رات کا وقت تھا بیچ تقریباً خالی تھا۔ سامنے برج کی روشنیاں پانی پر عکس چھوڑ رہی تھیں۔ کچھ دیر یوں ہی خالی الذہنی سے بیچ کے کنارے کنارے لہروں کے ساتھ چلتا رہا پھر جب تھک گیا تو پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھ گیا۔ پانی اس وقت کافی سرد تھا لیکن وہ جیسے ہر احساس سے بے پروا ہوا بیٹھا تھا۔ تب ہی براذہ کی کچھ دیر پہلے کی کہی گئی باتوں کی بازگشت سنائی دینے لگی۔ بے قراری کچھ اور بڑھی تھی... ایک لمحہ کے لیے رک کر اس نے اپنے ذہن کو پرسکون کیا تھا وہ سمجھنا چاہتا تھا خود کو... کئی سوال تھے اس کے اندر اور جواب گمشدہ...؟ اسے ان جوابات کو ڈھونڈنا تھا۔ دور برج پر نگاہ

www.pklibrary.com

جمائے اسے وہ پل یاد آیا جب اس نے براز ہ کو پہلی بار دیکھا تھا بلیک سادے سے قمیص شلوار کے ساتھ بلیک سادہ ہی بڑا سا دوپٹا اوڑھے وہ ہوسٹل سے جب باہر آئی تو بنا ادھر ادھر دیکھے بالکل سیدھ میں چلتی ہوئی وہ گردونواح سے بالکل لاتعلق سی تھی، وہ ٹھٹکا تھا۔ تب اسے لگا تھا شاید وہ کیارا کی اس قدر ہم شکل بہن دیکھ کر حیران ہوا ہے۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا تو اسے یاد آرہا تھا وہ اس کی آنکھوں کی اداسی سے متاثر ہوا تھا۔ اس کی ذات کی سادگی اور چہرے کی معصومیت نے اسے متوجہ کیا تھا۔ کچھ تھا جو الگ تھا۔ اس کی ذات میں اور اس سے بات کرنے کے بعد یہ احساس مزید قوی ہوا تھا وہ اپنے ظاہری حلیہ سے بالکل برعکس تھی بہت پراعتماد اور سٹریٹ فارورڈ...... اس کے قائم کیے ابتدائی اندازوں کے برخلاف...... اس کی شخصیت میں ایک الگ چارم تھا۔ وہ اسے مسلسل چونکا رہی تھی حیران کر رہی تھی۔ وہ غیر ارادی طور پر اس کی سوچوں کا حصہ بننے لگی تھی۔ لیکن وہ اس سب کو نوٹس نہیں کر پایا تھا۔ اگر نوٹس کر بھی لیتا تو بھی سمجھ نہ پاتا۔ اس کا رویہ صورت حال کے لحاظ سے نارمل تھا۔ پھر اسے منگنی کے ڈریس ٹرائی کرتے وقت کا منظر یاد آیا تھا خاموشی چھا جانے پہ نگاہ اٹھا کر براز ہ کو دیکھنا ساری گڑبڑ تب شروع ہوئی تھی وہ وقت، وہ پل جیسے اس کے اندر بے قراری بھر گیا تھا۔ اب بھی اس لمحے کو یاد کرتے دل نے وہی بے قراری محسوس کی تھی لیکن تب اسے لگا تھا کہ وہ شاید کیارا کو مس کر رہا ہے۔ لیکن اس دن سے جیسے اس کا چین چھن گیا تھا۔ ساری رات جاگتے گزر جاتی اس کے باوجود سوچیں تھیں کہ بڑھتی ہی جا رہی تھیں اور اس کا ان سے تغافل بھی۔

اسے ایک دوسرا منظر یاد آیا تھا نکاح کے وقت براز ہ کی آنکھ سے ڈھلکتے آنسو پر خود کا بے بس ہونا۔

اب جیسے مزید پہلو تہی ممکن نہ رہی تھی سوچوں کے تانے ایک کے بعد ایک جڑ رہے تھے اور جس پوائنٹ پر ذہن جا کر رکا تھا وہ اسے جان کر کچھ لمحوں کے لیے فریز ہوا تھا۔

"یہ کیسے ممکن ہے...؟" بہت دیر بعد وہ خود سے سوال کرنے کے قابل ہوا تھا۔

وہ جس کے لیے اس کے اصول و قواعد سب سے اہم تھے۔ جو اپنی خاندانی روایات کے لیے کچھ بھی کرنے کے لیے تیار رہتا تھا۔ جس کے سامنے صحیح صرف وہی ہوتا تھا جو ان کے فائدہ کے لیے ہوتا، وہ بچپن سے ہی یحییٰ ہاشوانی اور اپنے جدید ین حریری سے زیادہ قریب رہا تھا۔ اس لیے اس کی ذات میں ان دونوں کی چھاپ تھی، وہ انہی کی طرح پریکٹیکل تھا۔ یہ انکشاف جو ابھی اس پر ہوا تھا وہ اس کی پوری ہستی ہلا گیا تھا۔

"ایسے کیسے اسے "محبت" ہو سکتی تھی...؟"

اس کے لبوں سے سوال اعتراف کی صورت نکلا تھا۔ دل ایک دم سے پرسکون ہوا تھا یوں جیسے اس کی مراد بر آئی ہو۔ ساری سوچیں کچھ دیر کے لیے خاموش ہوئی تھیں یوں جیسے طوفان سے پہلے خاموشی چھائی ہے۔ بہت غلط وقت پہ بہت غلط انکشاف ہوا تھا اس پہ اس نے اپنا نام ہمیشہ کیارا کے ساتھ سنا تھا۔ دل سے نہ سہی لیکن ذہن سے وہ اس حقیقت کے ساتھ بندھا تھا۔ لیکن اب...؟ وہ جیسے بے بسی کی انتہا پر تھا۔

"اب وہ کیسے اس معاملے کو ہینڈل کرے گا...؟" سوالوں نے ایک بار پھر سر اٹھایا تھا اور اس بار ان کے جوابات پہلے سے زیادہ مشکل تھے۔ یحییٰ ہاشوانی کیا سوچ بیٹھے تھے اسے بالکل اندازہ نہیں تھا اور یہی بات اسے مزید پریشان کر رہی تھی۔ وہ یحییٰ ہاشوانی کے اس منصوبہ کا حصہ جدین حریری کے کہنے پہ بنا تھا۔ اب وہی تھے جو اس کی اس معاملے میں مدد کر سکتے تھے۔ وہ ان سے بات کرنے کا فیصلہ کرتا وہاں سے اٹھا تھا۔ ایک بات تو طے تھی وہ اب بھی جذبات کے آگے گھٹنے نہیں ٹیکنے والا تھا۔

☆☆☆

شہر سے بہت دور پہاڑی پر واقع کاٹیج پر اس

www.pklibrary.com

وقت رات چھائی ہوئی تھی کھڑکیوں سے آتی روشنی دور سے ڈبوں کی صورت نظر آرہی تھی۔اردگرد موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی دور دور تک کسی ذی روح کا نام ونشان نہ تھا۔کانچ کے نزدیک پہنچنے پر مدھم مدھم آوازیں آنے لگیں......اندر دیوار گیر ایل ای ڈی پر کسی پریس کانفرنس کا کلپ لگا ہوا تھا جسے آٹو ریوائنڈ پہ لے گیا گیا تھا بالکل سامنے ہی ایک وجود سر کو گھٹنوں پہ گرائے بازوں سے اپنے گرد ایک ہالہ سا بنائے کسی پینڈولم کی طرح آہستہ آہستہ جھول رہا تھا۔

"تمہارے لیے فیصلہ اب اتنا مشکل نہیں ہونا چاہیے کیارا......"

ایک سرد آواز نے اسے سر اٹھانے پہ مجبور کیا تھا۔بکھرے بال سوجی سرخ آنکھیں......وہ کیارا تو نہ تھی۔حلقے زدہ آنکھیں پپڑی زدہ ہونٹ......زرد چہرہ وہ حال سے بے حال تھی۔

"دو دن کا وقت دیا ہے باس نے تمہیں، صرف دو دن۔اور یہ آخری موقع ہے تمہارے پاس کیونکہ تمہاری جگہ کوئی اور لے چکا ہے۔اب جو بھی فیصلہ کرو بہت سوچ سمجھ کر کرنا......" یہ جیرف تھا۔یحییٰ ہاشوانی کا سب سے وفادار اور قابل بھروسا بندہ...... کیارا کچھ دیر بے تاثری اسے دیکھتی رہی۔

"کون ہے یہ......؟" وہ بولی تو آواز بیٹھی ہوئی تھی۔

"تمہاری جڑواں بہن برازہ علی......" جتاتی نظروں سے اسے دیکھتے اس نے اس پہ انکشاف کیا تھا۔

"میری جڑواں بہن......؟" وہ الجھ گئی۔مما اور ڈیڈ نے تو کبھی اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا۔

"تم یحییٰ ہاشوانی کی سگی پوتی نہیں ہو بلکہ لے پالک ہو۔" جیرف نے اسے تحقیر آمیز انداز سے دیکھتے کہا جیسے اسے اس کی اوقات بتا رہا ہو۔

اسے شاک لگا تھا وہ کتنی دیر جیرف کو بے یقین آنکھوں سے دیکھتی رہی، اس کا ایک ایک انداز اس کی بات کے سچ ہونے کی دلیل دے رہا تھا۔پھر وہ وہاں سے چلا گیا جبکہ پیچھے وہ جیسے پتھری ہوگئی تھی۔تو کیا وہ ساری زندگی ایک جھوٹی زندگی جیتی رہی تھی۔اس نے سر اٹھا کر چھت کو دیکھا پھر سامنے اسکرین کو......وہ جیسے اسے خواب سمجھنا چاہتی تھی صرف ایک بھیانک خواب......؟ لیکن ہر شے اپنی پوری حقیقت کے ساتھ اسے جو سچ سمجھا رہی تھی وہ بہت تکلیف دہ تھا۔بظاہر وہ اسکرین پر نظریں جمائے بیٹھی تھی لیکن ذہن میں پوری زندگی کسی فلم کی طرح گھوم رہی تھی۔اس کی یادداشت میں کہیں یہ بات نہیں تھی کہ وہ لے پالک ہے وہ تو ہمیشہ سے مما ڈیڈ کے ساتھ رہی تھی۔پھر اسے اپنے سائیکاٹرسٹ کے ساتھ کیے گئے سیشن کے مناظر یاد آئے تھے۔بچپن میں اکثر وہ ڈر جایا کرتی تھی۔کبھی نیند میں تو کبھی ایسے ہی اور تب پھر مما اسے سائیکاٹرسٹ کے پاس لے جانے لگی تھیں پھر آہستہ آہستہ وہ نارمل ہوگئی تھی اور یہ بات ماضی ہوگئی۔آج کے انکشاف کے بعد اسے پھر وہ خواب یاد آئے تھے۔

وہ ایک بچی کا ہاتھ پکڑے کھڑی تھی اور سامنے کفن میں لپٹے دو وجود رکھے تھے، ہر کوئی رو رہا تھا۔پھر اسے دوسرا خواب یاد آیا تھا کوئی شخص اسے اور ایک بچی کو ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں لاتا ہے، جہاں بہت ساری کھڑکیاں ہوتی ہیں ایک عورت آتی ہے جو اس کا اور دوسری بچی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں ایک اور ہال نما کمرے میں لے جاتی ہے جہاں دونوں طرف بہت سے بیڈ رکھے ہوتے ہیں اور وہاں بہت سارے بچے ہوتے ہیں۔وہ خوف زدہ سی اپنے ساتھ کھڑی بچی کو دیکھتی ہے جو اس سے بھی زیادہ خوف زدہ ہوتی ہے اور پھر وہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھتی تھی۔

مما کے پیار اور خیال اور سائیکاٹرسٹ کے سیشن وہ سب بھول گئی۔لیکن آج جیسے خواب حقیقت ہوگئے اور حقیقت سوالیہ نشان بن کے سامنے ایستادہ ہوگئی۔وہ اٹھی تھی دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی دیوار گیر اسکرین کے نزدیک گئی تھی۔

www.pklibrary.com

"تو کیا میں اب تک جھوٹ جیتی رہی ہوں...؟ تم... تم ہو میرا سچ...!" براؤہ کو دیکھتے ایک عجیب سے احساس کا شکار ہوئی تھی وہ، یوں جیسے کسی نے کھڑے کھڑے اس کی ساری متاع چھین لی ہو۔

"گرینڈ پا... تو آپ کے لیے میں صرف ایک کٹھ پتلی تھی۔" وہ جتنا سوچ رہی تھی اتنا ٹوٹتی جا رہی تھی۔ اس کے سامنے سے جیسے ہر پردہ اٹھ گیا تھا۔

پہاڑوں کے بیچ اس کاٹیج پر ہائی سیکیورٹی تھی یحییٰ ہاشوانی نے بہت کڑے پہرے میں اسے وہاں رکھا ہوا تھا اور جیوف وہاں کا ہیڈ تھا، یہاں قید ہونے سے پہلے کے مناظر ذہن کی اسکرین پر روشن ہوئے تھے۔ یہ یہاں آنے سے ایک رات پہلے کی بات ہے وہ ایک پارٹی اٹینڈ کر کے گھر آئی تھی جب گرینڈ پا نے اسے اسٹڈی میں بلایا تھا۔

"نیکسٹ منتھ میری اور یدین کی پچاسویں فرینڈ اینی ورسری ہے۔" اس کا حال احوال پوچھنے کے بعد انہوں نے بتایا تھا۔

"اسی دن ہی تمہاری اور اداوی کی آفیشل انگیجمنٹ بھی ہے۔" ان کی جہاندیدہ نگاہیں اس کا چہرہ پڑھ رہی تھیں جو اس خبر کے سنتے ہی فق ہوا تھا۔

"گرینڈ پا! آپ جانتے ہیں میری اور اداوی کی بالکل انڈرسٹینڈنگ نہیں ہے... پھر بھی آپ ہماری شادی کرانا چاہتے ہیں...؟"

"یہ ہمیشہ سے طے تھا۔" وہ اس بار کچھ سختی سے بولے۔

"یہی تو میں کہہ رہی ہوں بچپن سے یہ بات جاننے کے باوجود ہم ایک دوسرے کو پسند نہیں کر پائے تو اب ایک ساتھ کیسے زندگی گزاریں گے؟" وہ اٹھ کر یحییٰ ہاشوانی کے پاس آ بیٹھی تھی۔

"یہ ممکن نہیں ہے میں نے یدین سے تمہارے پیدا ہونے سے بھی پہلے وعدہ کیا تھا اور تم اپنے گرینڈ پا کو جانتی ہو میں عہد شکن نہیں ہوں۔" وہ اس کا ہاتھ ہٹا کر چلتے ہوئے کھڑکی کے سامنے آ کھڑے ہوئے تھے۔

"لیکن گرینڈ پا! ایسے رشتے کا کیا فائدہ جب دل ہی راضی نہ ہوں۔" وہ بھی ان کے مقابل آ کھڑی ہوئی۔

"ہر فیصلہ دل کی مرضی سے ہو یہ ضروری تو نہیں......؟ میری اداوی سے بات ہوئی ہے اس نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا؟" وہ مڑ کر دوبارہ چیئر پہ آ بیٹھے تھے اور دوبارہ سے فائل اٹھا چکے تھے یہ ان کی طرف سے بات ختم ہونے کا اشارہ تھا۔

"اور میری مرضی...؟ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟" وہ کچھ تلخ ہوئی تھی۔

"جو باتیں طے شدہ ہوں ان کے متعلق بحث نہیں کی جاتی۔" وہ اب فائل کھول چکے تھے۔ عجیب قطعیت سی آ گئی تھی ان کے لہجے میں...

بہت اجنبی سے لگے تھے اسے وہ اس پل، وہ سب سے زیادہ ان سے اٹیچ تھی وہ بن کہے اس کی ہر خواہش پوری کرتے رہے تھے ہمیشہ اور اب جب زندگی کی سب سے بڑی خواہش کا وقت آیا تو وہ جان کر بھی انجان بن گئے تھے۔

"گرینڈ پا! آج کے دور میں کہاں ایسے ہوتا ہے؟ آپ نے ہمیشہ مجھے ہر ایک بات کی آزادی دی ہے پھر اب ایسے کیوں......؟" وہ گلہ کیے بغیر نہ رہ سکی۔

"صرف اسی وقت کے لیے میں نے تمہیں ہر ایک بات کی اجازت دی تھی تاکہ جب اس طے شدہ بات کے ہونے کا وقت آئے تو تم بھی ہماری مرضی پہ خاموش ہو جاؤ، لیکن شاید میں نے کچھ زیادہ ہی امید لگالی تھی۔" انہوں نے فائل سے نظریں ہٹا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا۔ بہت مان تھا ان کی نگاہوں میں لیکن وہ اپنے دل کا کیا کرتی۔

"گرینڈ پا! اداوی مجھے پسند نہیں کرتا......؟" نگاہیں جھکا گئی تھی لیکن پھر بھی خاموش نہیں رہ سکی تھی۔

www.pklibrary.com

"اور تم کسے پسند کرتی ہو......؟" ان کا لہجہ تلخ ہوا تھا۔ وہ سر جھکا گئی اس سوال کا جواب نہیں تھا اس کے پاس۔

"میرے لیے میرے وعدہ سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ امید کرتا ہوں یہ بات مجھے پھر سے دہرانی نہیں پڑے گی۔"

ان کی آنکھوں میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ اس وقت خاموش ہوگئی تھی۔ لیکن وہ خود کو راضی نہیں کر پائی تھی۔ وہ وہاں سے تو اٹھ آئی۔ اگر گرینڈ پا کو خود نہیں منا پائی تو پھر مما اور ڈیڈ سے بات کرے گی لیکن وہ ادادی سے شادی کسی صورت نہیں کرے گی، کچھ سالوں سے تو وہ اسے مزید زہر لگنے لگا تھا بور... خشک مزاج... مسٹر کیلکولیٹڈ... چڑ سی ہوگئی تھی اسے اس کے نام سے بھی۔ اس سے اگلے دن سے ہی اس نے مما اور ڈیڈ سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کچھ نہ کچھ ایسا ہو جاتا کہ وہ بات نہ کر پائی اور شاید گرینڈ پا کو اس کی بغاوت کی خبر ہوگئی تھی اسی لیے وہ یہاں تھی۔

یہ اس سے کچھ دن بعد کی بات تھی جب وہ گھر سے نکلنے لگی تو جیرف کو اپنی گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا دیکھ کر حیران ہوئی۔

"باس نے آپ کے لیے ایک میٹنگ شیڈول کی ہے، ہم نے ساتھ میں اٹینڈ کرنی ہے۔" اس کی سوالیہ نظروں پہ جیرف نے جواب دیا تھا۔ یہ نارمل تھا وہ کئی بار بزنس کے سلسلے میں جیرف کے ساتھ جاتی رہتی تھی لیکن جو کچھ ہوا وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا گرینڈ پا اس طرح کیسے کر سکتے تھے...؟ ان کے لیے اپنی انا اس قدر بڑی ہوگئی تھی کہ اپنی بات منوانے کے لیے اسے یہاں قید کر دیا تھا۔ یجی ہاشوانی صرف ایک بار یہاں آئے تھے۔ اس کا فیصلہ جاننے کے لیے جو اس قید میں رہنے کے بعد اور مضبوط ہوگیا تھا۔ آخر وہ بھی انا میں ان سے کم تو نہیں تھی۔

باہر سے کھٹکے کی آواز آئی تو وہ چونک کے اپنے خیالات سے نکلی تھی۔ سامنے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو شاکڈ ہوگئی۔

"یہ یہاں کیسے آیا......؟" اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے اس نے خود کلامی کی تھی۔

☆☆☆

رات کا پچھلا پہر تھا سب لوگ سو رہے تھے۔ وہ دبے پاؤں اپنے کمرے سے نکلی تھی اور بنا کوئی آواز پیدا کیے چلتی ہوئی اسٹڈی کے دروازے کے سامنے آرکی تھی۔ احتیاط سے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔ پھر خاموشی سے اسٹڈی کی تلاشی لینے لگی۔ پورے گھر میں یہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں سے اسے کوئی سراغ مل سکتا تھا۔ آدھے گھنٹے بعد آخر وہ ایک باکس تک پہنچ گئی تھی۔ ابھی اس نے باکس کھولا ہی تھا کہ کسی نے ساری لائٹس روشن کر دیں اس کا دل ایک پل کے لیے بند ہوا تھا رنگے ہاتھوں پکڑے جانے پہ، سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو اندھیرے سے یکدم روشنی میں آنے کی وجہ سے آنکھیں چندھیا گئیں۔ پہلے دھندلا اور پھر واضح دھیمے قدم اٹھاتا اس کی طرف آتا وہ ادادی حریری تھا۔ وہ سن سی وہی بیٹھی کی بیٹھی رہ گئی۔ اس کے قریب آکر وہ اس ہی کی طرح گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا تھا اور پھر اس کے ہاتھ میں پکڑے باکس کو اس نے تھام کر سائیڈ پر رکھ دیا تھا اب وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے تھے۔

"کیا ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہو؟" بہت دھیمی آواز تھی اس کی۔

"کیارا کو......" وہ سر جھکا گئی شرمندگی سے نہیں خود کو کمپوز کرنے کے لیے۔

"تمہیں لگتا ہے اسے ڈھونڈنا اتنا آسان ہے؟" وہ سوال نہیں کر رہا تھا، وہ جانتی تھی وہ اس پر حقیقت واضح کر رہا تھا۔ ادادی کے ہاتھوں پکڑے جانے پر وہ اس قدر جھنجلائی ہوئی تھی کہ ادادی کے لہجے کا ٹھہراؤ اور انداز کا بدلاؤ نوٹس نہیں کر پائی تھی۔

"کیا آپ نے اس کو ڈھونڈنے کی کوشش کی

www.pklibrary.com

ہے کبھی......؟" اس نے ایکدم سے سر اٹھا کر براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا، چبھن سی تھی اس کے انداز میں۔

"نہیں...... لیکن گرینڈ پا اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔"

"گرینڈ پا ڈھونڈ رہے ہیں اچھا ایکسکیوز ہے خود کو بری الذمہ کرنے کا... تم خود سے کیوں اسے ڈھونڈتے۔ تمہاری طرف سے تو وہ بھاڑ میں بھی چلی جائے تو ویل اینڈ گڈ۔ کیونکہ ڈھونڈا تو انہیں جاتا ہے جن کے کھونے سے آپ کو فرق پڑتا ہے۔ جو آپ کے لیے معنی رکھتے ہیں اور کیارا...... وہ تو کبھی تمہارے لیے اہم نہیں رہی...... ایم آئی رائٹ مسٹر اداوی حریری......؟"

سابقہ انداز میں بولتے ضبط کی زیادتی سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ جواباً اداوی نے نگاہیں چرائی تھیں آج جیسے اس کے پاس سارے الفاظ ختم ہو گئے تھے دل کی ہاتھوں ہوئی شکست نے اسے بہت کمزور کر دیا تھا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا رخ بھی پھیر لیا تھا چہرے کے تاثرات چھپانے کے لیے، لیکن الفاظ پھر بھی نہ ڈھونڈ پایا تھا خاموشی کا دورانیہ طویل ہو گیا تھا۔

"اداوی حریری! میں تمہاری طرح اپنی بہن کو گرینڈ پا کے آسرے پر نہیں چھوڑ سکتی۔ مجھے اسے خود ڈھونڈنا ہے۔ میں نہیں جانتی کیسے لیکن مجھے یہ کرنا ہے......" براز ہ نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے سابقہ انداز میں کہا تھا۔ پھر اس نے جھک کر ایک دفعہ پھر پاکس کو اٹھا لیا تھا۔

"تمہیں کیارا میں کب سے انٹرسٹ ہونے لگا ہم تو یہاں پیسوں کے لیے آئی تھیں...؟" اس نے طنز کیا تھا۔ محبت ہو جانے کے ادراک کے بعد سے یہ خیال بار بار آ رہا تھا۔

"یہ میں نے کب کہا تھا کہ میں یہاں۔ "صرف" پیسوں کے لیے آئی ہوں...؟" اس نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔ وہ محظوظ ہوا تھا۔ وہ دبنے والوں میں سے نہیں تھی۔ ایک پل کے لیے اس نے پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

"میں تمہاری مدد کرنے کے لیے تیار ہوں۔" ۔وہ اب مزید نہیں بھاگ سکتا تھا۔

"حالانکہ میں نے مدد مانگی نہیں ہے۔" براز ہ نے جتاتی نظروں سے اسے دیکھتے کہا۔

"لیکن میں کیا کروں، مجھے آنکھیں پڑھنا آتی ہیں۔" اس کے جواب نے ایک گرہ سی کھولی تھی ایک دبی سی مسکراہٹ اداوی کے لبوں پر رکی تھی ہر فکر، ہر برا خیال کہیں دور چلا گیا تھا۔ جواباً براز ہ نے نظریں چرائی تھیں۔ وہ سچ کہہ رہا تھا۔ وہ دل سے چاہتی تھی کہ اداوی خود اس کی مدد کے لیے کہہ دے ورنہ اس انجان ملک میں وہ اکیلی کیسے کیارا کو ڈھونڈ پاتی؟ لیکن انا...!

"اوکے۔ رولز میرے ہوں گے اور سورسز تمہارے...... ڈیل......؟" وہ اس کی بات اور انداز دونوں کو مکمل نظر انداز کرتی ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کرنے کے بعد بولی تھی۔ اب اگر وہ خود سے کہہ ہی رہا تھا تو وہ کیوں جھجکتی......؟

"حالانکہ یہ فیئر ٹیم ورک نہیں ہے لیکن پھر بھی صرف تمہارے لیے...... ڈیل......!" اداوی نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا دبی دبی مسکراہٹ اب پوری شان سے جلوہ افروز تھی اس کے ہونٹوں پہ، براز ہ نے برا سا منہ بناتے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"ڈیل...!"

☆☆☆

"جد! مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے وہ بھی ابھی......!" صبح اٹھتے ہی اس نے پہلا کام یدین حریری کو فون کرنے کا کیا تھا۔ اس کی فیملی مرجر کی شام کو واپس لوٹ گئی تھی۔

"یاروحی...... کیا بات ہے......؟ کیا کوئی مسئلہ ہو گیا ہے......؟" دوسری طرف وہ اس کے انداز پر پریشان ہوتے ہوئے بولے تھے۔

"گرینڈ پا نے آپ کو کیارا کے بارے میں کیا

www.pklibrary.com

بتایا ہے...؟" ان سے کچھ بھی شیئر کرنے سے پہلے وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ کتنے باخبر ہیں۔

"کیوں کچھ ہوا ہے...؟" ان کی فکر اور بڑھی تھی۔

"ہم... پہلے مجھے یہ بتائیں آپ کیارا کی گمشدگی کے بارے میں کیا جانتے ہیں...؟" وہ الجھا تھا، ان کے انداز ان کی لاعلمی کو ظاہر کر رہے تھے۔

"کیارا گمشدہ... یہ کب ہوا...؟ مجھے تو کسی نے نہیں بتایا...؟" اس کا اندازہ صحیح ثابت ہوا تھا وہ بھی باقی سب کی طرح انجان تھے۔ "گرینڈ پا آخر کیوں کیا آپ نے یہ سب...؟" اس کے دل نے شکوہ کیا تھا۔ خاموشی کا وقفہ طویل ہوا تھا۔

"اداوی! تم مجھے پریشان کر رہے ہو...!" جد کی آواز نے اس کی سوچ کا تسلسل توڑا تھا۔

"آپ نے مجھے پاکستان جانے کے لیے کیوں کہا تھا...؟" وہ جیسے آخری گرہ بھی کھول لینا چاہتا تھا۔

"یحییٰ کا کوئی کونفیڈنشل کام تھا اس لیے اس نے مجھے تمہیں بھیجنے کے لیے کہا تھا۔" اس نے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی تھی اسے ساری بات سمجھ آچکی تھی۔ پھر اس نے جد کو شروع سے لے کر آخر تک تمام باتیں پوری تفصیل سے بتا دیں۔ سوائے اپنے دل کے جذبات کے بدلنے کے۔

"یحییٰ آج بھی نہیں بدلہ... تم فکر نہ کرو میں کچھ کرتا ہوں، اب اس سب کو کوئی منطقی انجام دینا بہت ضروری ہے۔" پوری بات سننے کے بعد انہوں نے یہ کہتے ہی کال کاٹ دی تھی۔ کافی دنوں بعد اس نے خود کو پرسکون محسوس کیا تھا۔ اب وہ کچھ نمبر ڈائل کر رہا تھا آخر کیارا کو تلاش بھی تو کرنا تھا...!

☆☆☆

"تم سچ کہہ رہے ہو نا کیارا واقعی مل گئی ہے؟" وہ دونوں اس وقت گاڑی میں بیٹھے تھے رات کے سائے ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ جب براز و نے ایک ہی سوال تیسری بار پوچھا تھا۔ وہ اس سوال کا جواب بہت تحمل سے دو بار پہلے بھی دے چکا تھا وہ سمجھتا تھا اس وقت براز و جس بے یقینی کا شکار ہے اس میں اس طرح کا ری ردعمل نارمل ہے۔

"تمہیں نہیں لگتا تم کچھ بھول رہی ہو...؟" اس کے چہرے کو کن انکھیوں سے دیکھتے اس نے اپنے چہرے پہ آئی شرارتی مسکراہٹ کو چھپاتے مصنوعی سنجیدگی سے کہا تھا۔ وہ اس کا دھیان بٹانا چاہتا تھا کیونکہ سفر کافی لمبا تھا۔ ویسے بھی اس نے دل کو ہر فکر سے آزاد کر دیا تھا وہ صرف اس وقت میں رہنا چاہتا تھا۔ زندگی میں پہلی بار وہ دماغ کے بجائے دل کی سننے پہ مجبور ہو گیا تھا۔

"کیا...؟" اس نے فوراً ہی پریشان ہو کر پوچھا تھا۔ اس کے بے ساختہ انداز پر مسکراہٹ کو چھپانا کچھ اور مشکل ہوا۔

"یہ کہ میں تمہارا مجازی خدا ہوں اور اسی لیے تمہیں مجھے "آپ" بلانا چاہیے۔" اداوی کی مصنوعی سنجیدگی انتہا پر تھی۔ براز و کچھ دیر اسے ناقابل فہم تاثرات سے دیکھتی رہی، کچھ پل لگے تھے اسے بات سمجھنے میں۔

"میں تو کبھی بھولی ہی نہیں، لگتا ہے "آپ" کی یادداشت ابھی واپس آئی ہے...!" اس کی بات نے جیسے اسے حقیقت میں لا پٹخا تھا۔ نخوت سے کہتے وہ باہر دیکھنے لگی سنسان سڑک پر پول لائٹس کے سوا دور دور تک کچھ نہ تھا۔

"مجھے لگتا ہے وہ جو تم نے ڈراموں والی بات کی تھی نا وہ سچ ہے..." کن انکھیوں سے اس کا تجاہل عارفانہ اس نے دیکھا تھا۔

"ڈراموں والی بات...؟" یا تو وہ آج غائب دماغ تھی یا پھر اداوی کی باتیں اتنی غیر متوقع تھیں کہ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اس نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔ وہ اپنی کہی باتیں بھول چکی تھی۔

"نکاح کے بعد محبت کا ہو جانا..." اس نے

www.pklibrary.com

اس کی آنکھوں میں دیکھتے ذومعنی انداز میں کہتے بات اُدھوری چھوڑ دی تھی۔ براذہ کی پہلی بار ہارٹ بیٹ مس ہوئی تھی اس نے فوراً ہی رخ دوبارہ کھڑکی کی طرف کیا اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

"دل جڑ جاتے ہیں یہ کہا تھا...... محبت ہو جاتی ہے یہ تو کبھی نہیں کہا میں نے......!" وہ سرگوشی سے کچھ اونچی آواز میں منمنائی تھی۔ وہ تو کچھ بھی بول دیا کرتی تھی کیا پتا تھا اپنے الفاظ آزمائش بن جائیں گے۔

"اچھا دل "جڑنا" اور "محبت" ہونا الگ الگ باتیں ہیں؟" اس کا رخ کھڑکی کی طرف ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ کھل کر مسکرا رہا تھا۔ کچھ دیر میں کیا را نے مل جانا تھا پھر زندگی نا جانے کون سی نئی کھولتی...... وہ جیسے وقت کی گود سے لمحے چرا رہا تھا اپنا زادِراہ باندھ رہا تھا۔

"جی......!" وہ بہت بری پھنسی تھی۔

"اچھا تو تمہارا دل میرے دل سے جڑ گیا ہے، اب صحیح کہا میں نے......؟" کمال کا حافظہ تھا اداوی حریری کا، اسے پہلی بار ادراک ہوا اور بہت برے وقت پہ ہوا۔

"کتنی دیر لگے گی مزید آدھے گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہے۔" اس سے نگاہیں چراتے ہوئے بات کو بدلا تھا براذہ نے۔ عجیب گھبراہٹ سی ہو رہی تھی اسے۔

"اگر میں کہوں براذہ، کہ میں نے تمہیں اپنے نکاح میں......"

رات کی تاریکی تھی کہ تنہائی وہ بے اختیار ہو کر دل کا راز افشا کرنے لگا تھا۔ اس کے لہجہ میں کچھ تو ایسا تھا کہ اس نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا۔ نگاہیں اس کے چہرے پہ تھم سی گئی تھیں۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا موبائل فون کی بجتی ٹون نے تسلسل توڑ دیا۔ کچھ بدمزا ہو کر اس نے کال ریسیو کی تھی لیکن دوسری طرف کی بات سنتے اس نے اچانک گاڑی کو بریک لگائی تھی۔

☆☆☆

پہاڑی پر رات کی خاموشی اور اندھیرا چھایا تھا حدِ نگاہ دیوہیکل درخت ایستادہ تھے واحد روشنی کا مرکز پہاڑی پر تعمیر وسیع کاٹیج کی کھڑکیوں سے آتی روشنیاں تھیں۔ تب ہی اچانک غیر محسوس ہلچل سی مچی تھی۔ پہاڑی پہ سر سے لے کر پاؤں تک کالے لباس میں ملبوس افراد خاموشی سے چڑھے تھے جو دیکھنے میں بالکل کمانڈوز کی طرح تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنز انہیں پروفیشنل ظاہر کر رہی تھیں وہ گنز اٹھائے دبے پاؤں کاٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے۔

دروازہ کھولا تھا سامنے ہال نما کمرا تھا، مشین گنز کو تانے وہ کمرے میں داخل ہوئے تو صوفے پر ایک شخص کو براجمان دیکھا جس کے دائیں بائیں جانب دو گارڈز چوکس سے کھڑے تھے۔ وہ انہیں دیکھتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔ اس کا چہرہ غصہ کی زیادتی سے سرخ ہوا تھا۔ اس کے دائیں بائیں کھڑے گارڈز نے اپنی گنز فوراً ہی ان پر تانی تھیں۔

"کون ہو تم لوگ اور اندر کیسے پہنچے......؟" اس شخص نے ان کو دیکھتے ہی کہا تھا۔

"اس بات کا جواب کچھ دیر میں ہی تمہیں مل جائے گا ابھی پہلے ہم جو کرنے آئے ہیں وہ تو کر لیں۔" ان میں سے شاید جو لیڈر تھا وہ بولا اور پھر اشارہ سے انہیں اس کمرے میں موجود دوسرے دروازے کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔

اس کا ساتھی فوراً ہی عمل پیرا ہوا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ناب گھما کر دروازہ کھولتا جیوف کے ساتھ کھڑے گارڈز میں سے ایک نے آگے بڑھ کر اس کو کلائی سے تھاما تھا۔ ایک سیکنڈ کی خاموشی کا وقفہ چھایا تھا اور پھر جیوف کے اشارہ کرنے پر وہ دونوں ان کو مارنے کے لیے بڑھے تھے۔ اس بار مقابلہ سخت تھا کیونکہ دونوں ہی طرف مارشل آرٹس ایکسپرٹس تھے اس دوران ان میں سے ایک نقاب پوش نظر بچا کر دروازہ کھول کر اندر چلا گیا تھا۔

www.pklibrary.com

کیارا اپنے سامنے کھڑے سیاہ نقاب پوش کو دیکھ کر ڈر کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔
"یہ یہاں کیسے آگیا...؟ اسے دیکھ کر وہ ڈر گئی تھی۔
"کیا گرینڈ پا نے واقعی فیصلہ کرلیا ہے۔" اس نے دل میں سوچا تھا۔
"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے میں مدد کے لیے آیا ہوں۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔" اس کے چہرے پر اتنا واضح خوف تھا کہ سامنے موجود شخص نے فوراً ہی تسلی دی تھی۔
"لیکن تم ہو کون......؟" اس کی بے یقینی ابھی دور نہیں ہوئی تھی۔
"وہ مدد جسے خود آپ نے بلایا تھا۔" وہ فوراً بولا تھا۔
"میں نے خود بلایا تھا...؟" اس نے سرگوشی میں خود کلامی کی تھی۔ تب ہی اس کی یادداشت میں دو دن پہلے کا واقعہ ریوائنڈ ہوا جب وہ آدھی رات کو باہر جانے والے دروازے کی طرف بڑھی تھی یہ چیک کرنے کے لیے کہ وہ لاک ہے کہ نہیں؟ وہ یہ پہلے بھی کئی بار کرچکی تھی لیکن ہر بار مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لیکن اس بار ناب گھمائی تو وہ پہلی بار خوش قسمتی سے کھلتا چلا گیا۔ دل کی خوشی کو کنٹرول کرتے وہ روم میں داخل ہوئی سائیڈ ٹیبل پر فون رکھا نظر آیا تو اس نے آگے بڑھ کر جلدی سے فون اٹھایا تھا۔ داخلی دروازے پر نظر رکھتے اس نے ایک فون نمبر ڈائل کیا تھا۔ دوسری طرف سے پہلی ہی بیل میں کال ریسیو کرلی گئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ اس وقت جاگ رہا ہوگا۔
"ہیلو۔ میں کیارا......!" اس نے دوسری طرف کی آواز پہچانتے فوراً ہی اپنا تعارف کرایا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ سن یا بول پاتی جیرف کمرے میں داخل ہوا تھا اور اس سے چیل کی طرح جھپٹ کر فون چھینا تھا۔ لیکن وہ اتنی دیر میں بھی چیخ کر "ہیلپ" کہہ چکی تھی اور وہ تو بن کہے بھی سب جان جاتا تھا کیسے ممکن تھا کہ وہ سمجھ نہ پاتا؟
اچانک ہی ایک شور سا اٹھا تھا اس کے خیال کا تسلسل ٹوٹا تھا ایک مخصوص شور تھا جو بڑھتا جارہا تھا اس نے الجھ کر سامنے موجود نقاب پوش شخص کو دیکھا تھا۔
"وہ خود آپ کو لینے کے لیے آئے ہیں۔" اس کی الجھن سلجھی تھی۔ ہیلی کاپٹر کا شور اب بالکل نزدیک سے سنائی دے رہا تھا۔ شاید وہ لینڈ کرچکا تھا۔ کچھ ہی دیر میں، قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور پھر وہ......وہ خود اس کے سامنے تھا بے یقینی سی تھی اس کی نگاہوں میں جس بری طرح سے اس کا اعتبار ٹوٹا تھا اگر آج وہ اس طرح سے نہ آتا تو وہ شاید کبھی اپنے ٹوٹے اعتبار کو نہ جوڑ پاتی۔ وہ دوڑتی ہوئی آگے بڑھی تھی اور اس کے گلے لگ کر رونے لگی تھی۔ وہ خاموشی سے اس کے آنسو کو بہہ جانے دے رہا تھا۔
"ایم شاکڈ، تمہیں رونا بھی آتا ہے...؟ مجھے تو لگتا تھا تم صرف رلانا جانتی ہو......" کافی دیر بعد جب اس کے رونے کی شدت میں کمی آگئی تو وہ بولا تھا۔ انداز میں شرارت تھی۔
"آئی ول، کِل یو......!" اس نے اسے دھکا دے کر خود سے الگ کیا۔ جواباً ایک جاندار سا قہقہہ فضا میں بکھرا تھا۔
"اب لگ رہی ہو نا تم میری کیارا......!" اس نے اس کے بال شرارتاً کھینچتے اس نے کہا تھا۔
"ہمیں یہاں سے اب نکلنا چاہیے وہ بھی فوراً......!" اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی وہاں موجود نقاب پوش شخص بولا تھا۔ ان دونوں نے سر ہلا کر تائید کی تھی اور پھر اس نے کیارا کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا ایک پل کے لیے اس نے رک کر اسکرین کو دیکھا تھا۔ ایک خیال سا ذہن میں آیا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے عالم کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔ جیرف اور اس کے گارڈز کو وہ لوگ باندھ چکے تھے۔

☆☆☆

ادادی نے فوراً ہی یوٹرن لیا تھا اور تیزی سے

www.pklibrary.com

گاڑی ڈرائیو کرتا وہ واپسی کی طرف گامزن ہوا تھا۔ برازہ نے ایک دو بار وجہ پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے جواب نہیں دیا تھا۔ اس کے چہرے پر گمبھیر خاموشی چھائی تھی۔ اس کے پاس خاموش رہنے کے علاوہ کوئی آپشن نہیں تھا۔ گاڑی ہاشوانی مینشن کے ڈرائیو وے میں آ کر رکی تو اس کی پریشانی کچھ اور بڑھی تھی۔ وہ بنا کچھ کہے گاڑی سے اترتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ برازہ بھی تقلید کرتی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔ وہ ہال کے دروازے کے سامنے تھی جب اس کے قدم وہیں منجمد ہوئے تھے۔ اس کے بالکل سامنے کیارا تھی۔ ہاں وہ کیارا ہی تھی وہ بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس ایک پل کو لے کر اس نے کیا کچھ نہ سوچ رکھا تھا اور آج جب وہ اس پل کو جی رہی تھی یوں تھم گئی تھی جیسے پتھر ہو گئی ہو۔ ہال میں اس وقت سب موجود تھے۔

”کہاں گئی تھیں تم . . . ؟“ اداوی اس کے سامنے کھڑا سوال کر رہا تھا۔

”میری کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا اداوی، ابھی تو کیارا تمہارے ساتھ گئی تھی پھر یہ تم سے پہلے کیسے واپس آ گئی؟ اور اس کی یہ حالت فار گاڈ سیک مجھے کوئی بتائے گا یہ کیا ہو رہا ہے......“ ردا نے الجھ کر پوچھا تھا۔

”مما آپ کو اس کا جواب گرینڈ پا سے لینا چاہیے۔“ کیارا نے ایک دکھ بھری نگاہ ماں پر ڈالنے کے بعد یحییٰ ہاشوانی کو شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھتے کہا تھا۔ اداوی کو وہ مکمل نظر انداز کر گئی تھی۔

”گرینڈ پا، آخر کیوں...... کیوں کیا آپ نے یہ سب میرے ساتھ...؟ میں یہ بات ہرگز نہیں مان سکتی کہ آپ کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔ یہ سب صرف فریب تھا۔ میرا دل آپ کا پیار محسوس کر سکتا ہے تو پھر یہ جھوٹ کیسے ہو سکتا ہے گرینڈ پا......؟“ وہ ان کے مقابل ٹھہری سوال کر رہی تھی۔

”کیارا تو یہاں ہے تو پھر یہ کون ہے......؟“ تب ہی دین کی نگاہ دروازے میں کھڑی برازہ پر پڑی تھی۔ سب نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس طرف دیکھا تھا اور پھر سب شاکڈ ہوئے تھے۔ وہ عکس تھیں ایک دوسرے کا......! دین وہ تو حیرت زدہ رہ گیا تھا۔ نکاح کی رات اسے کیارا اجنبی سی لگی تھی۔ پھر اس کے بعد بھی اس نے نوٹ کیا تو اس کے بہت سے چھوٹے چھوٹے انداز کیارا سے نہیں تھے۔ وہ کیارا سے اتنے سالوں سے خاموش محبت کر رہا تھا۔ اس کی ہر ادا، ہر انداز جیسے اس کے دل پہ نقش تھا لیکن وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ گڑبڑ کہاں ہے؟ اب یہ تو اس کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ کوئی کیارا کی ہم شکل بھی ہو سکتی ہے۔

”ڈیڈ! یہ کیا معاملہ ہے پلیز کچھ بولیں......؟“ مصطفیٰ ہاشوانی کا انداز بھی الجھا ہوا تھا۔

”کیا آپ نے ان دونوں کو ایڈاپٹ کیا تھا......؟“ مصطفیٰ ہاشوانی الجھ کر بولے تھے۔ ان سب نے اس بات پر نافہم انداز میں مصطفیٰ ہاشوانی کو دیکھا تھا۔

”ایڈاپٹ کیا مطلب ہے اس بات کا...... مصطفیٰ کیا کیارا تمہاری اپنی اولاد نہیں ہے......؟“ مرتضیٰ ہاشوانی نے شاک سے نکلتے سوال کیا تھا۔ وہ سب ہی اس بات سے ناواقف تھے۔

”میں بتاتی ہوں آپ کو سچ...... میں ڈیڈ کی سگی بیٹی نہیں ہوں۔ گرینڈ پا نے مجھے ایک یتیم خانے سے ایڈاپٹ کیا تھا۔ اداوی کے جد کے ساتھ کیے گئے عہد کو پورا کرنے کے لیے۔ لیکن میں اداوی کو پسند نہیں کرتی اس لیے میں نے اس رشتے میں کمٹڈ ہونے کے لیے گرینڈ پا کو انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے گرینڈ پا نے مجھے کاٹیج میں قید کر رکھا تھا۔ یہ لڑکی میری جڑواں بہن ہے جسے گرینڈ پا صرف مجھے اداوی کے ساتھ شادی کرنے پر راضی کرنے کے لیے لائے تھے......اور وہ یہ سب صرف اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لیے کرتے رہے ہیں۔ کوئی اس حد تک کیسے جا سکتا ہے......؟ گرینڈ پا کیا واقعی یہ سب صرف ایک عہد کی پاسداری تھا میں...... میری ذات

www.pklibrary.com

کچھ بھی اہم نہیں تھا آپ کے لیے......؟" وہ اس وقت سراپا سوال تھی۔ جبکہ باقی سب کے لیے آج کا دن شاید انکشافات کا دن تھا۔ یحییٰ ہاشوانی بے تاثر سے صوفہ پہ براجمان تھے۔

"ارادی اور تمہارا نکاح تو ہو گیا ہے تو کیا تم راضی ہو گئی تھیں......؟ تم نے یہ سب پہلے کیوں نہیں بتایا......؟ اگر کوئی مسئلہ تھا تو تمہیں مجھ سے شیئر کرنا چاہیے تھا......" روا ہاشوانی فوراً بولی تھیں۔

"نکاح ہو گیا ہے کیا مطلب......؟" اب شاکڈ ہونے کی باری کیارا کی تھی۔ اس نے بے یقین نگاہوں سے سب کو دیکھا تھا پھر نگاہیں برازہ پہ جا ٹکی تھیں۔ ساری گتھیاں پل میں کھل گئی تھیں، پھر وہ پلٹ کر یحییٰ ہاشوانی کے مقابل جا کھڑی ہوئی تھی۔

"گرینڈ پا! تو آخر آپ نے میرا متبادل تلاش کر لیا......؟ میں آپ کے لیے صرف ایک کٹھ پتلی تھی...؟ آپ کا یہ روپ اس قدر اجنبی ہے کہ میں یہ سمجھ نہیں پا رہی کہ کیا آج تک میں جس گرینڈ پا کو جانتی تھی وہ جھوٹ تھے کہ اب یہ سب جھوٹ ہے......؟" اس کی آنکھیں شدتِ جذبات سے سرخ ہو گئی تھیں۔

"میں کسی کے آگے جواب دہ نہیں ہوں"۔ وہ جو اب تک بے تاثر سے صوفہ پہ بیٹھے تھے اٹھتے ہوئے بولے تھے۔ سخت لہجہ، اجنبی انداز......! برازہ دھیمے قدم اٹھاتی کیارا کے ساتھ آ کھڑی تھی۔

"جس طرح آپ نے سب کچھ جانتے بوجھتے میرا نکاح ارادی سے کرایا ہے، اس کا کیا جواز پیش کریں گے......؟" وہ بولی تو لہجے میں ان جیسی ہی سختی تھی۔

"سب جانتے ہیں، کہ میں اپنے وعدوں کو پورا کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں یہ جو کچھ بھی میں نے کیا وہ تو کچھ بھی نہیں ہے......!" بہت سفاکیت تھی یحییٰ ہاشوانی کے لہجے میں۔ تب ہی قدموں کی چاپ کے ساتھ مخصوص آواز سنائی دینے لگی۔ یدین حریری مضبوط قدم اٹھاتے اپنے ایک ہاتھ میں پکڑی چھڑی کو زمین پر ٹیکتے اندر داخل ہوئے تھے۔

"تم جانتے ہو یحییٰ ہاشوانی تمہاری یہی عادت ہماری دوستی کی وجہ بنی تھی لیکن آج مجھے افسوس ہو رہا ہے اس سب پر، میں مانتا ہوں عہد اگر کر لیں تو ان کو نبھانے بھی چاہیے لیکن اس کی قیمت انسانی زندگیاں چکا ئیں...... یہ انصاف نہیں...... اس سب میں کہیں نہ کہیں میں بھی اتنا ہی قصوروار ہوں جتنے کہ تم...، اگر میں تمہیں پہلے قدم پر روک لیتا جب تم نے کیارا کو ایڈاپٹ کیا تھا تو آج حالات اتنے سنگین نہ ہوتے... کیا ہماری دوستی اتنی مضبوط نہ تھی کہ اسے مزید جوڑے رکھنے کے لیے ہمیں سچ کا سہارا لینے کے بجائے اس طرح مجبوریوں کا سودا کرنا پڑتا......؟" یدین حریری کے لہجے میں افسوس گھل گیا تھا۔

"میں نے جو بھی کیا وہ وقت اور حالات کی ضرورت تھا۔ ہم کبھی اس صورتِ حال سے نہ گزرتے یہ سب صرف کیارا کے دل کی خواہش کی وجہ سے ہوا ہے......!" انہوں نے پہلی بار وضاحت دی تھی۔

"میرے دل کی خواہش نے نہیں گرینڈ پا، آپ کی انا نے آپ سے یہ کرایا ہے۔" کیارا جیسے خود کو روک نہ پائی تھی بولنے سے۔

"میری انا...؟ کس نے تمہیں کالج سے نکالا، کیا میں بے خبر ہوں۔" انہوں نے اس کی بات کاٹی تھی۔ یدین نے چونک کر کیارا کو دیکھا تھا۔ وہ ابھی سچ سمجھ کر ٹھیک سے خوش بھی نہ ہو پایا تھا کہ گرینڈ پا کے انکشاف نے اس کا ٹوٹا دل ایک بار پھر سے توڑ دیا تھا۔

"مجھے اس بات کا اقرار کرنے میں کوئی شرمندگی نہیں ہے کہ مجھے عالم نے ریسکیو کیا ہے۔ وہ میرا بیسٹ فرینڈ ہے... اینڈ جسٹ بیسٹ فرینڈ اس کے علاوہ کچھ نہیں...... اگر ایسا نہ ہوتا تو آج میں یہاں آپ کے سامنے اس طرح نہ کھڑی ہوتی۔ اگر وہ مجھے آپ کی اتنی ہائی سیکیورٹی سے نکالنے کی طاقت رکھتا ہے تو اس کے لیے مجھ سے شادی کرنا اور ڈنکے

کی چوٹ پہ کرنا بگ ڈیل نہیں تھی...... لیکن www.pklibrary.com
تب نا جب ہم دونوں ایسا چاہتے...... میرا اداوی سے شادی سے انکار کسی اور کی ذات سے نہیں جڑا تھا۔ آخر ایسا کیوں نہیں ممکن کہ ایک لڑکی بغیر کسی خاص وجہ کے کسی سے شادی نہ کرنا چاہے......؟ میں اداوی کو بحیثیت انسان پسند کرتی ہوں لیکن ہمارے مزاج، پسند ناپسند ہر عادت ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ایسے میں اگر میں اس شادی کے لیے خود کو راضی نہیں کر پائی تو اس میں کیا غلط ہے......؟ آپ نے جو کچھ میرے لیے کیا میں اس سب کے لیے آپ کی شکر گزار ہوں اور آپ سب سے میری محبت اب بھی قائم ہے لیکن میں کیا کروں کہ اپنی ذات اور آپ کے تعلق کی حقیقت سے واقف ہو جانے کے باوجود بھی میرے احساسات اور خیالات نہیں بدلے ہیں......" وہ صاف گو تھی اور بہت تھی۔

"یکی! اب جو ہونا تھا ہو چکا، اب آگے جو بھی فیصلہ ہوگا وہ میں کروں گا......" یدین حریری کا انداز دوٹوک تھا۔ سب کی نگاہیں ان پہ آٹھی تھیں، اس سے پہلے کہ وہ کوئی فیصلہ کرتے کہ......!

☆☆☆

رات نے اپنے پر پھیلا دیے تھے لیکن اس کے باوجود دن کا سا سماں تھا ہر طرف چہل پہل تھی رونقیں تھیں روشنیاں تھیں جشن سا تھا...... آج کی رات وہ ان ساری رونقوں میں سے ایک رونق تھی...... قہقہے تھے...... مسکراہٹیں تھیں...... مبارک بادوں میں مبارک بادیں تھیں...... اس کی پہلی فلم کا پریمیئر تھا اور وہ اس وقت فلیش لائٹس میں نہائی...... سوالات کے جوابات میں الجھی ہوئی تھی...... کچھ دیر بعد پریمیئر شروع ہو گیا فرسٹ ہاف کے اختتام پر تالیوں کی گونج نے ان کی فلم کی کامیابی کا اعلان کر دیا تھا...... یہ فلم سینما کی تاریخ کی کامیاب فلموں میں سے ایک فلم ہونے والی تھی۔ رات گئے جب وہ فارغ ہو کر واپسی کے سفر پر گامزن تھی۔ ایک دھیمی سی مسکراہٹ مسلسل اس کے لبوں کا احاطہ کیے ہوئے تھی وہ خوش سے زیادہ مطمئن تھی۔ گاڑی اب آشیانہ کے سامنے رک چکی تھی۔ مسکراتی ہوئی ایک نظر اس نے اپنے آشیانے پہ ڈالی تھی جب وہ گئی تھی اس وقت اسے برقی قمقموں سے سجایا جا رہا تھا جبکہ اب وہ مکمل طور پر جگمگا کر آنکھوں کو خیرہ کیے جا رہا تھا۔ گاڑی اب اندر داخل ہو رہی تھی اس کی نگاہ ہر بار کی طرح اس بار بھی نیم پلیٹ پہ گئی تھی جہاں سنہری حروف سے " House s'Miracle " لکھا جلوہ افروز تھا۔

گاڑی پورچ میں رکی تو باہر کی نسبت وہاں اندھیرا تھا۔ یہ گھر اس کے لیے معجزہ تھا وہ وہاں رہنے والوں کے لیے بھی اسے معجزات کا گھر بنانا چاہتی تھی۔

"شاید سب سو چکے ہیں۔" اس نے رسٹ واچ پر بجتے بارہ پہ نگاہ ڈالتے خود کلامی کی تھی۔ ڈرائیو وے اور لان اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

"سرپرائز......!" تب ہی اچانک سے تیز روشنیوں نے اس کی آنکھوں کو چندھیا دیا۔ پارٹی پوپرز کے پھٹنے کی آوازوں اور تالیوں کی گونج نے اسے بہت جلد منظر میں حاضر کیا تھا۔ ایک بھرپور مسکراہٹ نے اس کے لبوں پر جگہ بنائی تھی۔ خوب صورتی سے سجا لان پورا روشن تھا۔ وہ سب اسے پکڑ کر کیک کاٹنے کے لیے لے آئے تھے اس کی فلم کی ریلیز کی خوشی میں، ایک دفعہ پھر سے پارٹی پوپرز کی اور تالیوں کی گونج فضا میں بکھر گئی تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے اپنے اردگرد دیکھا تھا ننھے منے بچوں کی معصوم مسکراہٹیں اور شرارتیں منظر میں جیسے زندگی کو بھر رہی تھیں۔ اس نے آنکھوں کو بند کر کے اپنے آشیانہ میں پلنے والے ہر پھول کی کامیابی کی دعا کی تھی اور پھر آنکھیں کھول کر کیک کاٹا تھا۔ اس کے بعد کچھ دیر ہلہ گلہ رہا تھا۔ آخر چاند رات تھی میوزک کی دھن بجتی رہی موج مستی میں۔ رات گئے وہ اس سب سے فارغ ہوئے۔ بچے سارے سونے چلے گئے وہ ٹیرس پہ آ بیٹھی۔ آج کا دن بہت مصروف رہا تھا لیکن وہ تھکی نہیں تھی۔ مسکراتے ہوئے دھندلا سا منظر یاد آیا تھا پھر اس دھندلے منظر میں ایک شخص کا چہرہ واضح ہوا تھا۔ مسکراہٹ سمٹی تھی۔ آنکھ کا کونا نم ہوا

www.pklibrary.com

تھا۔اس نے ایک پل کے لیے آنکھوں کو بند کر کے پھر کھولا تھا۔ بہت ناقہم سے تاثرات تھے اس کے چہرے کے، پھر اس نے نمی صاف کرنے کے لیے ہاتھ بڑھائے تھے تب ہی کسی نے رومال اس کی طرف بڑھایا تھا۔ وہ جیسے منجمد سی ہو گئی خیال حقیقت سا لگ رہا تھا۔ وہ شخص اپنی بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اس کے مقابل کھڑا تھا۔ وہ بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے کہ تم مجھ سے بھاگ سکتی ہو......؟ چھپ سکتی ہو؟" وہ سوال کر رہا تھا مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی تھی۔

"میں کیوں آپ سے بھاگوں گی یا چھپوں گی......؟" وہ چند قدم اٹھا کر ریلنگ کے سہارے جا کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی موجودگی وہ بھی اس طرح اچانک اگر وہ مضبوط اعصاب کی مالک نہ ہوتی تو خود کو سنبھال نہ پاتی۔

"کیا واقعی تم مجھ سے بھاگی نہیں ہو......؟" وہ بھی ریلنگ کے ساتھ آ کھڑا ہوا لیکن اس کا رخ اس کی سمت تھا۔ یہ بات کہتے اس کی نگاہوں میں شکوہ تھا اس نے ایک پل کے لیے اس کے چہرے پہ نگاہ ڈالی تھی ذہن دو سال پہلے کے مناظر کے عکس واضح کرنے لگا۔

☆☆☆

"یحییٰ! اب جو ہونا تھا ہو چکا اب آگے جو بھی فیصلہ ہو گا وہ میں کروں گا......" یدین حریری کا انداز دوٹوک تھا۔ سب کی نگاہیں ان پہ آ ٹھہری تھیں، اس سے پہلے کہ وہ کوئی فیصلہ کرتے تم کہ براز ہ ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

"آپ جو بھی فیصلہ کریں اس بات کا خیال رکھیے گا کہ میں آپ کے اختیار میں نہیں ہوں۔ اپنی ذات کے لیے فیصلہ کرنے کے لیے میں آزاد اور خودمختار ہوں۔" اس کا انداز دوٹوک تھا۔

"جو کچھ بھی ہوا، اس سے تم بھی اتنی ہی متاثر ہوئی ہو جتنے کہ ہم سب......" ادادی فوراً بولا تھا۔

"میں اگر متاثر ہوئی بھی ہوں تو یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ جو زیادتی میرے ساتھ کی گئی ہے اس کا مداوا کوئی شخص اور کوئی چیز نہیں کر سکتی۔" بہت تلخی تھی اس کے انداز میں۔ ادادی جیسے سن سا ہوا تھا۔ کچھ بہت غلط ہو گیا تھا اسے سب کچھ بکھرتا نظر آ رہا تھا۔ براز ہ اسے اپنے سے صدیوں کے فاصلے پہ کھڑی نظر آ رہی تھی یہی وہ لمحہ انکشاف تھا جب اس پر اپنی محبت کی گہرائی کھلی تھی۔ براز ہ کے دور جانے کے خیال نے جیسے اس کی جان سی نکال دی تھی۔ لیکن اس وقت وہ جس دوراہے پہ کھڑا تھا۔ وہاں اس میں یہ ہمت نہیں رہی تھی کہ وہ ہاتھ بڑھا کر اسے روک سکتا۔ کچھ کہہ پاتا۔ اس نے خود کو بہت مجبور محسوس کیا تھا اس پل۔

"یحییٰ تمہاری اور میری دوستی کو مضبوط ہونے کے لیے اور ہمارے بزنس کو جڑنے کے لیے کسی بھی مزید رشتہ یا تعلق کو جوڑنے کی ضرورت نہیں ہے... یہ صرف محض ہی نہیں ہمارے دل کی خواہش بھی تھی کہ ادادی اور کیارا کی شادی ہو جائے۔ لیکن مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ ادادی صرف میری خواہش کی وجہ سے خاموش ہے اور کیارا وہ تو سرے سے راضی ہی نہیں ہے۔ اگر بچوں کی مرضی اس میں نہیں ہے تو اس سب کو یہیں ختم سمجھو اور اب اس پر کوئی بھی بات نہیں ہو گی۔" یدین حریری اپنی طرف سے فیصلہ سنا چکے تھے۔

"میں مانتا ہوں کہ اس وقت میں سب کو غلط لگ رہا ہوں لیکن میں نے جو کیا وہ بہت سوچ سمجھ کر کیا......!" یحییٰ ہاشوانی کے انداز میں نہ تو شرمندگی تھی نہ افسوس، وہ اب بھی مضبوطی سے قائم تھے اپنے ہر فیصلے کے صحیح ہونے پہ۔

"یحییٰ! یہ ٹاپک اب کلوز ہو چکا ہے۔ غلط صحیح جو بھی ہوا اب ہو چکا ہے۔ اسے بدلا نہیں جا سکتا صرف سدھارا جا سکتا ہے" وہ بھی جواباً سختی سے بولے تھے۔

"اور میں...؟ گرینڈ پا، جد...! میرے بارے میں کیا فیصلہ کریں گے آپ دونوں... جس مقصد کے لیے مجھے یہاں لایا گیا تھا وہ تو میں پورا ہی نہیں کر سکی تو اب مجھے دوبارہ اسی یتیم خانے میں بھجوا دیں گے یا پھر کوئی اور سزا تجویز کی ہے آپ نے

www.pklibrary.com

میرے لیے۔" بہت تلخی تھی کیارا انداز میں وہ جیسے بے وقعت سی ہوگئی تھی۔

"تم ہماری بیٹی ہو چاہے جو بھی ہو جائے یہ حقیقت نہیں بدلنے والی" مصطفیٰ ہاشوانی نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا تھا۔

ردا نے بھی اسے گلے لگا کر ماتھا چوما تھا "یو آر مائی ورلڈ کیبا...... صحیح کہہ رہے ہیں تمہارے ڈیڈ۔ سچ جو بھی ہو تم ہمارے لیے ہماری بیٹی ہی ہو......"

"میں نے جو بھی کیا اس بات کو بھول کر یہ یاد رکھنا کہ تم اپنے گرینڈ پا کی جان تھیں اور رہو گی......" یحییٰ ہاشوانی نے بھی اسے گلے سے لگایا تھا۔

سب کیارا کو پیار کر رہے تھے تسلی دے رہے۔ سب کچھ ایک دفعہ پھر پہلے جیسا ہوگیا تھا اور وہ اس سب میں مس فٹ تھی کسی کو نہ تو اس کا خیال آیا تھا اور نہ ہی پروا ہوئی تھی۔ وہ وہاں ہو کر بھی کہیں نہیں تھی... بہت خاموشی سے اس منظر کو پیچھے چھوڑتی وہ کیارا کے کمرے میں آگئی۔ جو تھوڑا بہت سامان لائی تھی وہ زیور رخ چھوڑ آئی تھی وہاں سے صرف دو چیزیں ساتھ لائی تھی ڈریسنگ ٹیبل کی بیک کی طرف ہاتھ پھیر کر اس نے اپنی مطلوبہ چیز کو نکال کر کھولا تھا۔ وہ پاکستان سے اپنی شناخت ساتھ لے کر آئی تھی ہاتھ میں پکڑے آئی ڈی کارڈ اور پاسپورٹ کو دیکھتے اس کی نظر دوسری چیز پر پڑی تھی وہ کنٹریکٹ پیپر تھے اس نے آئی ڈی کارڈ اور پاسپورٹ کو اپنی ران پر دوبارہ سے باندھا تھا اور پھر کنٹریکٹ کو کھولا تھا اسی وقت دروازے پر دستک دے کر ادا وی اندر داخل ہوا تھا۔

"تو آج ہمارا کنٹریکٹ پورا ہوا......!" اس نے اسے دیکھتے ہی فوراً نارمل انداز میں کہا تھا۔

"مجھے کچھ کہنا تھا......" کچھ دیر اسے خاموشی سے دیکھنے کے بعد ادا وی نے بولنے کے لیے ہمت مجتمع کی تھی۔

"میری پے منٹ میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جانی چاہیے اور ہاں جلد ہی میرے واپسی کی ٹکٹ بھی بک کرا دو کیوں کہ میرا کام تو یہاں ختم ہو چکا ہے......" اس نے ایک پل کے لیے رک کر اسے دیکھا تھا۔ بن کہے بھی بہت کچھ تھا جو اس کا چہرہ اسے کہہ رہا تھا۔ اس نے غیر محسوس انداز میں اس کی بات سے پہلو تہی کی تھی۔ وہ اس وقت کچھ بھی سننا نہیں چاہتی تھی۔ اس کے سامنے نکاح سے پہلے کا منظر لہرایا تھا کس قدر بے بس ہوئی تھی وہ اس وقت... ادا وی کی آواز پر وہ جیسے حال میں لوٹی تھی۔

"کچھ دیر پہلے میں راستے میں جو بات کر رہا تھا مجھے وہ مکمل کرنے دو......" بہت مشکل سے وہ الفاظ جوڑ پایا تھا۔

"میں کچھ نہیں سننا چاہتی"... اس کا انداز سرد ہوگیا تھا۔

"تب بھی میں کہنا چاہتا ہوں" اس کے جذبات لہجے میں سمٹ آئے تھے۔

"میں یہاں صرف کام کے لیے آئی تھی اور وہ ختم ہوگیا ہے، اس کے علاوہ ہر بات بے معنی ہے میرے لیے......" اس کا انداز اب اجنبی ہوا تھا۔ اسے نکاح کا وقت یاد آیا تھا اور وہ عہد بھی جو اس نے خود سے کیا تھا۔

وہ سب سمجھ کر بھی کچھ نہیں سمجھنا چاہتا محبت میں ہار کے جیسے اس کی ساری ذات بدل گئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ اور کچھ کہتا اسی وقت کیارا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔

"کیا ہم اکیلے میں بات کر سکتے ہیں......؟" برازہ کو دیکھتے کیارا بولی تھی۔ وہ ان ڈائریکٹلی ادا وی کو وہاں سے جانے کا کہہ رہی تھی۔

وہ جیسے اس کا مطلب سمجھ کر ایک نگاہ اس کے اجنبی چہرے پہ ڈالتا وہاں سے آگیا تھا یہ سوچ کر کہ وہ بعد میں بات کر لیں گا۔ دل کا ایک یقین سا تھا کہ وہ اسے منا لے گا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اس کے بعد اسے دوبارہ نہیں دیکھ پائے گا۔

کیارا اور اس کی ملاقات میں کوئی جذباتیت نہیں تھی۔ کیارا ابھی تک ذہنی طور پر اسے ایکسپٹ نہیں کر پائی تھی۔ رات اپنے آخری سفر پر تھی برازہ

www.pklibrary.com

نے اسے اپنے یہاں آنے اور اداوی سے ملنے کے متعلق سب بتا دیا تھا اور آخر میں اس سے ریکویسٹ کی تھی۔ اسے پاکستان جانا تھا وہ بھی بنا یہاں پر کسی کو بتائے...... وہ آج اور ابھی یہاں سے جانا چاہتی تھی خاموشی سے...... کیارا کچھ پل اسے خاموشی سے دیکھتی رہی تھی اور پھر اس نے موبائل فون اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا تھا ایک طرف ہو کر وہ کچھ دیر بات کرتی رہی تھی پھر وہ فون بند کر کے اس کی طرف آئی تھی۔

"انتظام ہوجائے گا آج صبح کی پہلی فلائٹ ٹھیک رہے گی...؟"

اس نے سر اثبات میں ہلا دیا تھا وہ جلد سے جلد یہاں سے جانا چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے، کچھ ہی دیر میں بیک ڈور سے عالم تمہیں لینے کے لیے آئے گا میں تمہیں گاڑی تک چھوڑنے جاؤں گی...... آگے تمہیں اکیلے ہی مینج کرنا ہوگا، کرلو گی......؟" وہ ساری تفصیل بتانے کے بعد سوال کر رہی تھی۔

"پاکستان سے یہاں تک آسکتی ہوں تو جا بھی سکتی ہوں ڈونٹ وری......" اس نے اس کے ہاتھ تھام کر کہا تھا۔ کیا کچھ نہ سوچا تھا لیکن زندگی کی حقیقت کہاں سوچوں جیسی ہوتی ہے۔ اس نے دل کی خلش کو فوراً ہی دبایا تھا۔

"ہم کنٹیکٹ میں تو رہیں گے نا......؟" وہ دونوں چھپتے چھپاتے بیک ڈور کی طرف آئے تھے عالم نے گاڑی کچھ فاصلے پر پارک کی ہوئی تھی۔ وہ جانے لگی تھی جب کیارا نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔ پہلی بار کیارا کے دل نے برازہ کے ساتھ اپنے تعلق کو محسوس کیا تھا۔ اسے یتیم خانے کا منظر یاد آیا تھا۔ خوف سے ایک دوسرے کو دیکھتے انہوں نے مضبوطی سے ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے تھے۔ اب بھی اس نے غیر ارادی طور پر اسی مضبوطی سے برازہ کے ہاتھ کو تھاما تھا۔

"صرف اس شرط پر کہ یہ بات ہم دونوں کا راز رہے گی...... ڈیل......؟" برازہ کے قدم اس کے سوال نے روکے تھے وہ پلٹی تھی۔

"ڈیل......" کیارا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

برازہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔ وقت جیسے تھم گیا تھا بہت سے پل درمیان سے سرک گئے۔ وہ جس کی تلاش میں سالوں بھٹکتی پھری تھی ہر ڈر و خوف کو ایک طرف رکھ کر اتنی دور اجنبی شخص کے ساتھ آگئی تھی، اس کا مکمل جہاں اسے حد میں رکھ گیا تھا... وہ تو ہمیشہ سے تنہا رہی تھی رشتوں، محبتوں سے محروم۔ لیکن اب کیارا کو اس طرح دیکھتے اس نے خود کو سمجھا لیا تھا وہ دونوں اب بھی ساتھ نہیں ہوسکتی تھیں۔ ان کا تعلق کبھی روایتی نہیں ہوسکتا تھا خصوصاً جو کچھ اس کے اور اداوی کے بیچ ہوا تھا اس کے بعد تو بالکل بھی نہیں...!

"ہمیں دیر ہو رہی ہے......" عالم نے جیسے فسوں توڑا تھا۔ ان دونوں نے ہی آنکھوں کی نمی صاف کی تھی۔

"ایک منٹ...!" برازہ کو اچانک ہی کچھ یاد آیا تھا اس نے ہاتھ کے اشارے سے عالم کو رکنے کا اشارہ کرتے کہا تھا۔

"تم وین کے بارے میں کیا سوچتی ہو...؟" اس نے اسے دیکھتے سوال کیا تھا۔ وہ اس وقت درخت کی اوٹ میں کھڑی تھیں۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے برازہ اس کے چہرے کے تاثرات نہیں دیکھ پائی تھی۔

"تم یہ سوال اس وقت کیوں کر رہی ہو...؟" کیارا حیران ہوئی تھی اس کے سوال پر۔

"جو پوچھ رہی ہوں پہلے اس کا جواب دو۔" برازہ نے عالم کے اضطراب کو دیکھتے جلدی سے کہا تھا۔

"میں نے کبھی خصوصی طور پر اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچا، میری اور اس کی کبھی نہیں بنی...!" کچھ نہ سمجھتے ہوئے اس نے صاف گوئی سے جواب دیا تھا۔

"وین وہ واحد شخص تھا جو یہ جان گیا تھا کہ میں

www.pklibrary.com

تم نہیں ہوں ... میں نے اس کی آنکھوں میں تمہارے لیے محبت دیکھی ہے، کب اور کیسے اس بات کے بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔" اس کا انکشاف اس کے لیے انوکھا تھا دین اور اس سے محبت...؟

براز نے ایک بار پھر سے اسے گلے لگایا تھا لبوں پر مسکراہٹ کے باوجود وہ آنکھوں کی نمی نہ چھپا پائی تھی کیارا کے دل کو پہلی بار کچھ ہوا تھا۔ وہ اسے روک لینا چاہتی تھی لیکن ہمت نہیں کر پائی تھی۔

"میں شروع میں عالم کے ذریعے رابطے میں رہوں گی۔ یہ یاد رکھنا چاہے کوئی بھی میرے بارے میں کچھ بھی پوچھے تم نے لاعلمی ظاہر کرنی ہے ہر حال میں......" براز نے جاتے جاتے ایک دفعہ پھر یاد دہانی کرائی تھی۔

کیارا نے اس بار صرف سر کو ہلا کر جواب دیا تھا۔ گلا رندھ سا گیا تھا۔ نا جانے کیوں دل بھر آیا تھا وہ اندھیرے کی طرف نہ ٹھہری ہوتی تو براز سے اپنی آنکھوں کی نمی نہ چھپا سکتی جو کچھ ہی دیر میں آنسوؤں میں ڈھل چکی تھی۔ دھندلے منظر میں کار کی لائٹس اب نقطے کی شکل اختیار کر چکی تھیں۔ وہ سالوں بعد ملے بھی تو پھر سے بچھڑنے کے لیے...!

پاکستان آنے کے بعد اس نے سب سے پہلے اپنی رہائش بدلی تھی۔ انہی دنوں ایک فلم کے آڈیشن ہوئے تو وہ بھی ایڈیشن دینے کے لیے چلی گئی۔ اس نے ہیروئن کی کزن کے چھوٹے سے رول کے لیے آڈیشن دیا تھا لیکن جب دو دن کے بعد اسے دوبارہ بلایا گیا تو اس کا دوبارہ آڈیشن لیا گیا اور آخر میں اسے مبارک باد دیتے ہوئے بتایا گیا کہ اسے ہیروئن کے رول کے لیے سلیکٹ کر لیا گیا ہے۔ خواب اس طرح بھی پورے ہوتے ہیں وہ کتنی دیر بے یقین نگاہوں سے ان کو دیکھتی رہی تھی......لیکن یہ خواب نہیں حقیقت تھی۔ کچھ دیر لگی تھی اسے قبول کرنے میں......کنٹریکٹ سائن کرتے ہی اسے اس کا پہلا چیک دے دیا گیا تھا۔

وہ اکیلی تھی اسی وجہ سے اس نے اپنے اخراجات کو ہمیشہ محدود رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے پاس اس وقت لاکھوں کی سیونگ تھی اور فلم کو سائن کرنے کے بعد تو یہ سیونگ اتنی ہو گئی تھی کہ وہ اپنے دوسرے خواب کو شروع کر سکتی تھی۔ وہ خوش تھی اور بے حد تھی۔ اس کا ہمیشہ سے خواب تھا کہ وہ ایک ایسا یتیم خانہ بنائے گی جو بچوں کے لیے گھر جیسا ہو گا جہاں رہنے والے اپنے ہوں گے جہاں خواب دیکھنے کی آزادی ہو گی اور پورا کرنے کے لیے ہمت دینے والے ہوں گے جو ہمیشہ اپنا رہے گا اسے چھوڑ کر جانا نہیں ہو گا۔ جہاں رہنے والے ایک بہترین زندگی گزاریں گے......! اسے اب اپنا یہ خواب پورا ہوتا نظر آ رہا تھا۔ فلم کی شوٹنگ شروع ہونے سے پہلے ہی اس نے اس کی بنیاد رکھ دی تھی پھر ساتھ ساتھ ہی دونوں کام چلتے رہے ڈیڑھ سال لگا تھا اسے اپنا خواب پورا کرنے میں......اس نے بہت پیار سے اس کا نام مریکل ہاؤس رکھا تھا۔ اب تو چھ ماہ ہو چکے تھے اسے آباد ہوئے بھی۔ فلم کی شوٹنگ کے بعد اس نے کئی چھوٹے بڑے شوٹس بھی کیے تھے اور کمرشلز وغیرہ بھی، جو اب فلم کی ریلیز ڈیٹ کے بعد آن ایئر ہو رہے تھے۔ اس نے کہاں اتنی کامیابی کا سوچا تھا جتنی اسے خوش قسمتی سے مل گئی تھی۔ اس دوران اس کا اور کیارا کا رشتہ بھی بہت مضبوط ہو گیا تھا۔ وہ اکثر ایک دوسرے کو ویڈیو کالز کرتی رہتی تھیں جبکہ میجر پرتو چپ میں گھنٹے کوئی نہ کوئی بات ہوتی رہتی۔ زندگی اس کے لیے جیسے مکمل تھی اس سب میں بھی اچانک ہی کسی نہ کسی بات پر کچھ یادوں کے سائے تھے جو بے چین کیے رکھتے۔ وہ پہلو تہی کرتی تو کسی اور پل کسی اور لمحے خاموشی سے دبے پاؤں چلے آتے......اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ وہاں سے آ کر بھی وہیں کہیں رہ جائے گی اور اب وہ ایک بار پھر سے وہم کا شکار ہو رہی تھی۔ اس نے آنکھوں کو بند کر کے ایک گہری سانس لی تھی۔ اسے یقین تھا جب وہ آنکھیں کھولے گی تو وہ وہاں کہیں نہیں ہو گا لیکن جب آنکھیں دوبارہ کھولنے پر بھی وہ موجود رہا تھا تو دل ایک دم سے رکا تھا۔ اس نے آنکھوں کی نمی صاف

www.pklibrary.com

کرنے کے لیے ہاتھ بڑھائے تھے۔ تب ہی الوژن نے رومال اس کی طرف بڑھایا تھا۔ وہ جیسے منجمد سی ہو گئی خیال حقیقت سا لگ رہا تھا۔ وہ شخص اپنی بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ اس کے مقابل کھڑا تھا۔ وہ بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تمہیں یہ کیسے لگا کہ تم مجھ سے بھاگ سکتی ہو......؟ چھپ سکتی ہو؟" الوژن کے لب ہل رہے تھے اس نے بامشکل اپنی سماعت کو سننے کے قابل کیا تھا۔ اس کی موجودگی وہ بھی اس وقت اور اس جگہ....؟

"میں کیوں آپ سے بھاگوں گی یا چھپوں گی......؟" وہ چند قدم اٹھا کر ریلنگ کے سہارے جا کھڑی ہوئی تھی اگر وہ سہارا نہ لیتی تو خود کو سنبھال نہ پاتی۔

"کیا واقعی تم مجھ سے بھاگی نہیں ہو......؟" اداوی بھی ریلنگ کے ساتھ آ کھڑا ہوا لیکن اس کا رخ اس کی سمت تھا۔ اس کے لیے دو سال دو صدی جیسے تھے۔ اور اب وہ سامنے تھی تو یوں لگ رہا تھا کہ جیسے گزرا وقت درمیان سے اڑ گیا ہو۔ یہ بات کہتے اس کی نگاہوں میں شکوہ تھا اس نے ایک پل کے لیے اس کے چہرے پہ نگاہ ڈالی تھی۔

وہ سچ کہہ رہا تھا وہ وہاں سے بھاگی ہی تھی اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ کسی لمحے کیارا کی محبت میں ہار کے خود کو سمجھا نہ پائی تو....؟ وہ خود کو وقت دے کر مزید الجھانا نہیں چاہتی تھی اور تب اداوی کو لے کر اس کے دل میں اس قدر غبار تھا کہ وہ زندگی بھر اس کا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس کے جذبات کا اسے کچھ نہ کچھ اندازہ ہو گیا تھا لیکن جب اس نے اس کے جذبات کا خیال نہیں کیا تھا تو وہ کیوں اس کے جذبات کا خیال کرتی...؟ وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچنا چاہتی تھی جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا وہ بے شک نیچی ہاشوانی کا منصوبہ تھا لیکن وہ اداوی کو اس سب سے بری الذمہ نہیں کر سکتی تھی۔

اسے نکاح کا دن اور اداوی کے الفاظ نہیں بھولتے تھے۔ پھر اس نے اپنا خود سے کیا عہد بھی تو نبھانا تھا وہ اس بات پہ خوش تھی کہ آخر اداوی بھی مجبور ہو گیا تھا۔ اسے کچھ بھی کہنے یا کرنے کو موقع نہیں دینا چاہتی تھی، اس نے اپنے سارے نام و نشان مٹا دیے تھے تا کہ وہ اسے ڈھونڈ نہ پائے۔ قسمت نے بھی اس کا ساتھ دیا اور وہ فلم کی شوٹنگ کی وجہ سے بیک گراؤنڈ میں چلی گئی، رہی کیارا تو اس نے اس سے کیا عہد نبھایا تھا اور بہر کیف یہ بھی کہا تھا کہ وہ صبح جب سو کر اٹھی تو برزاہ وہاں نہیں تھی اور نہ ہی اس نے اس سے کبھی کوئی رابطہ کیا ہے۔

رہی ان دونوں کے نکاح کی بات تو وہ اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں سوچنا چاہتی تھی۔ لیکن اسے تب یہ اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہ خود بھی اداوی کی محبت میں ہار چکی ہے کب...؟ کیسے...؟ وہ اس کے دل میں بسنے لگا اسے خبر ہی نہیں ہوئی۔ اب تو اس کشف کو کھلے بھی سال ہو چکا تھا۔ اداوی اس کے ساتھ نہ ہو کر بھی اس کے ساتھ ہوتا تھا، اور آج اس طرح سے اس کا اچانک آ جانا! وہ کیارا پہ شک نہیں کر رہی تھی لیکن پھر وہ اس تک کیسے پہنچا...؟ پہلا خیال اس کی موجودگی پر یقین آنے کے بعد یہی آیا تھا۔ اس جگہ کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا سب کو اس نے اس فلیٹ کا ایڈریس دیا ہوا تھا جہاں وہ عام طور پر رہا کرتی تھی۔

"آپ اب یہاں کیا کرنے آئے ہیں...؟" اس نے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کرنے کے بعد ہمیشہ والے انداز میں سوال کیا تھا۔ اس کو سامنے دیکھتے ہی جیسے دل سے سارا غبار چھٹ گیا تھا۔

"تم نہیں جانتیں...!" بہت کچھ تھا اس کی بولتی آنکھوں میں۔

"میں کیسے جان سکتی ہوں۔" اس نے لاپروائی سے کندھے اچکاتے ریلنگ سے ٹیک لگائی تھی۔

"کیارا کی شادی ہے نیکسٹ منتھ۔" سرسری سا لہجہ تھا اس کا۔

"تو وہ آپ سے شادی پر فائنلی راضی ہو گئی ہے۔" برزاہ نے لبوں پر محظوظ مسکراہٹ سجائے ایک پل کے لیے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالی تھی۔

"ہاں... اسی لیے تو آیا ہوں ایک ہی وقت

www.pklibrary.com

میں دو بہنوں کو کیسے نکاح میں رکھ سکتا ہوں۔" اس کی سنجیدگی ہمیشہ والی تھی۔ اس نے کن انکھیوں سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے تھے۔ وہ نہ تو چونکی تھی نہ حیران ہوئی تھی۔ اس کا اندازہ صحیح تھا کیارا اور براز ہ رابطے میں تھیں۔

"نکاح... کون سا...؟" وہ اس کی بات پر ضرور پریشان ہوتی جو اگر حقیقت سے واقف نہ ہوتی، کیارا کی شادی واقعی اگلے ماہ تھی لیکن دین سے، دین نے اپنی بچی محبت سے کیارا کا دل جیت لیا تھا سب گھر والے بھی اس رشتے پر خوش تھے۔

"تمہارے تخاطب سے تو نہیں لگتا کہ تم بھول گئی ہو کہ میں تمہارا مجازی خدا ہوں...!" وہ اب بھی کچھ نہیں بھولا تھا۔

"بقول آپ کے اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی تو میں نے کیوں اسے یاد رکھا ہوتا...!" وہ بھی کم نہیں تھی اس کے الفاظ فوراً دہرائے تھے۔

"تو پھر تم نے اس شخص سے شادی کیوں نہیں کی جو بقول تمہارے تم سے محبت کرتا تھا۔" یہ بات کسی پھانس کی طرح چبھتی رہی تھی گزرے وقت میں۔

"ہمارا تعلق پروفیشنل تھا، میں اپنی پرسنل زندگی کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔" اسے تو یہ جھوٹ یاد بھی نہیں تھا اس کا جواب کیا دیتی۔

"اگر سب کچھ اتنا ہی پروفیشنل تھا تو اپنے ڈالرز لیے بغیر کیوں بھاگی تھیں...؟ جو تمہیں بہت عزیز تھے۔" سوال نہیں طنز کیا تھا اس نے سا تھ تو وہ بھی اب جان چکا تھا کہ براز ہ کی زندگی میں کوئی شخص نہیں تھا۔ وہ شپٹائی تھی نگاہیں چرائی تھیں۔

"میرا ایڈریس اس بار بھی گرینڈ پا نے دیا ہے یا"... کچھ پل یوں ہی خاموشی سے گزرے تھے پھر جیسے وہ بات بدلنے کے لیے الفاظ ڈھونڈ آئی تھی۔

"آف کورس! انہوں نے ہی دیا ہے۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں نے تمہیں ڈھونڈنے کے لیے، اپنے ذرائع کا استعمال کیسے ہوں گے یا پھر پاکستان کے سارے ڈیلی سوپ دیکھ کر تمہیں تلاش کرنے کی کوشش کی ہوگی یا پھر کیارا کو ہزار ناپسند کرنے کے باوجود تمہارا اوپر چھتار رہا ہوں گا، مجھے تو نہ تمہاری فلم کا پتا چلا تھا اور نہ ہی میں اس کے پریمئر پہ تھا... اور اب مجھ پہ اتنا برا وقت نہیں آیا کہ تمہیں فالو کرتے ہوئے یہاں آؤں اور تمہارے گارڈز کو ہمارے نکاح کی تصویریں ثبوت بطور دکھا کر یہاں تک پہنچوں...!"

اس کی بات پر اٹھنے والے غبار کو بامشکل دباتے ہوئے بھی وہ اپنے لہجے کو طنز سے پاک نہ رکھ پایا تھا۔

"جب یہ سب نہیں کیا تو یہاں آئے کیوں ہیں...؟" دل پر جیسے کسی نے مرہم سا لگایا ہو بے ساختہ لبوں پر چھاتی مسکراہٹ کو روکتے اس نے سر اٹھا کر براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے سوال کیا تھا۔

"تمہارے لیے ایک اور ڈیل لے کر آیا تھا...!" وہ اس کے مقابل آ کھڑا ہوا۔

"پھر سے...؟ ڈیل"... اس نے کوفت سے کہا تھا۔

"یہ ڈیل ہم دونوں کے لیے ون ون سچویشن ہوگی...؟" وہ جیسے ماضی دہرا رہا تھا۔

"مجھے کوئی ڈیل نہیں کرنی آپ کے ساتھ... مجھے آپ پر بھروسا نہیں ہے۔" اسے غصہ آیا تھا آخر یہ انسان کب سیدھی بات کرنا سیکھے گا۔

"پہلے سن تو لو ے شاید تمہیں پسند آئے؟" اس کی آنکھوں میں شرارت تھی آخر تھوڑا سا تنگ کرنے کا حق تو بنتا تھا نا...؟ براسا منہ بنا کر وہ منتظر نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ ایک گھٹنا زمین پر ٹکا کر اس کے سامنے بیٹھا تھا پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا اس نے ایک رنگ تھامی ہوئی تھی۔

"براز ہ! کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ماضی کو بھلا کر ایک نئی شروعات کریں، جو کچھ بھی ہوا اس میں اگر سب سے زیادہ کسی نے سہا ہے تو وہ ہم دونوں ہیں۔ میں جانتا ہوں تم بہت اچھی ایکٹریس ہو۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ میں اچھا ایکٹر نہیں ہوں۔ اب تم سے محبت ہوگئی ہے تو چھپا نہیں سکتا... تمہارے ساتھ

www.pklibrary.com

ساری زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔ اسی لیے اس وقت گھٹنے زمین پر ٹکا کر بیٹھا ہوں۔ اب اگر تمہیں ابھی بھی اپنے کسی ڈرامہ کا سین ریوائنڈ کرتے ہوئے ڈائیلاگز بولنے ہیں یا پھر رو رو کر یہ بتانا ہے کہ میں کتنا برا ہوں تو میں سننے کے لیے تیار ہوں۔" اس کا انداز ہمیشہ والا تھا دو ٹوک بنا کسی لگی لپٹی کے۔

"اتنا روکھا اظہار...... اس سے تو بہتر تھا نہ ہی کرتے...... حد ہے دو سال ڈیلی سوپ دیکھنے کے باوجود آپ کچھ نہیں سیکھ پائے...!" وہ نیم وا لبوں سے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ چہرے پر لالی سی کھل گئی تھی لیکن جب بولی تو کفن پھاڑ کے بولی۔

"ہائی واوے، ان دو سالوں نے تمہاری ذات پر بھی کوئی خاص فرق نہیں ڈالا ہے، اگر میں بورنگ ہوں تو تم بھی کوئی منہ سے پھول نہیں جھاڑ رہی ہو، مگر میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں ادا دی حریری تم سے پہلی نظر میں محبت کر بیٹھا تھا لیکن اس بات کی خبر مجھے نکاح کے بعد ہوئی، اگر پہلے ہو جاتی تو کم از کم نکاح تو نہ کرتا۔ پھر مجھے یہ بھی خیال آتا ہے کہ شاید تمہاری ڈراموں والی بات سچ نہ ہو اور مجھے تم سے محبت نکاح کی وجہ سے نہ ہوئی ہو۔" اپنے اتنے رومانٹک ڈائیلاگز کے حشر پر اس نے بھی کوئی لحاظ نہیں رکھا تھا اور اٹھ کر اس کے مقابل آ کھڑا تھا۔

"پچھتا رہے ہیں...!" براز نے اس کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتے ہوئے اداسی سے کہا تھا۔

"اس کے علاوہ کوئی آپشن ہے...؟" اس کا انداز ذو معنی تھا۔

"آپ نے مجھے مجبور کیا تھا۔" وہ دو بدو بولی تھی۔

"تم نے اس بات کا پورا بدلہ لیا ہے مجھ سے۔" شکوہ آیا تھا زبان پر اس کی۔

"اس کے علاوہ کوئی راستہ تھا۔" براز کے لہجے میں نکاح کے وقت کی اپنی بے بسی سمٹ آئی تھی۔

"اب تو راستہ ہیں نا...؟" اسی کے انداز میں جواب آیا تھا۔

جواباً وہ کچھ دیر پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

"آپ کو ہر بار یہ یقین کیوں ہوتا ہے کہ میں آپ کی بات مان لوں گی...؟" منہ پھلا کر بولتی وہ جیسے خود سے ناراض ہوئی تھی۔

"تمہارے معاملہ میں شاید میرے دل کو الہام ہوتے ہیں۔" اس کے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لیتے اتنی دیر میں پہلی بار بھرپور مسکراہٹ سجی تھی اس کے لبوں پہ۔

"الہام ہو ہی گیا ہے تو...!" براز نے بھی مسکراتے ہوئے ہاتھ اس کی جانب بڑھایا تھا۔ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا اس کے ساتھ جو بھی ہوا وہ اس میں خود کو بری الذمہ کر کے سارا قصور دوسروں کے کھاتے میں نہیں ڈال سکتی تھی۔ وہ اپنی مرضی سے گئی تھی اور جس مقصد سے گئی تھی اسے بھی حاصل کر لیا تھا۔

انگوٹھی پہناتے ہوئے وہ ٹھٹک کر رکا تھا۔

"تم نے ابھی تک انگیجمنٹ رنگ پہنی ہوئی ہے۔" وہ حیران سے زیادہ خوش ہوا تھا۔

"ہمت نہیں ہوئی...!" سر جھکا کر کہتے وہ جیسے اپنے چہرے کے تاثرات اس سے چھپانا چاہتی تھی۔ ادا دی کے دل کو جیسے قرار آیا تھا وہ اکیلا نہیں تھا اس سفر میں بعض اقرار سادہ ہو کر بھی کتنے مکمل ہوتے ہیں۔

"تمہیں معلوم ہے گرینڈ پا نے اس دن ہمارا نکاح کیوں کروایا تھا...؟"

اس کی انگلی میں انگوٹھی پہنانے کے بعد بھی وہ اس کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا اب وہ دونوں دوبارہ سے ریلنگ کے ساتھ آ کھڑے ہوئے تھے جب ادا دی نے اسے نظروں کے حصار میں لیتے کہا تھا۔ اس کے ماتھے پر شکن نے جگہ بنائی تھی یہ ذکر اس کے لیے تکلیف دہ تھا۔

"یہ سچ ہے کہ گرینڈ پا بہت اصول پسند ہیں۔ وہ اپنے عہد کو نبھانے کے لیے ہر حد پار کر سکتے ہیں لیکن اس سب سے بھی بڑا ایک سچ ہے کہ وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں، انہوں نے میری آنکھوں میں تمہارا عکس دیکھ لیا تھا، لیکن ان کے لیے اپنے عہد سے پیچھے

www.pklibrary.com

ہٹنا بھی آسان نہیں تھا، یہ نکاح انہوں نے اپنے اصولوں کے آگے حد بندی لگانے کے لیے کرایا تھا۔“

اسے یہ سچ گرینڈ پا نے براذہ کے جانے کے ایک سال بعد بتایا تھا۔ وہ نکاح سے ایک رات پہلے اسٹڈی میں تھے۔ گلاس ونڈو سے باہر دیکھتے ان کی نظر اداوی پر پڑی تھی اس کی بے قراری وہ دور سے بھی دیکھ سکتے تھے اسی لیے تو اس سے سامنا کرنے سے کتراتے پھر رہے تھے۔ دل کو کچھ ہوا تھا وہ اسے پریشان نہیں دیکھ سکتے تھے تب انہیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس کا مسئلہ کیا ہے انہیں براذہ ہے۔ لیکن اس بات کو کھلنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔ کچھ دیر بعد براذہ کی آمد پر اداوی کے چہرے کے تاثرات نے ان پر بہت کچھ واضح کر دیا تھا رہی سہی کسر اس کی ساری رات پول سائیڈ پر موجودگی نے پوری کر دی تھی، ان کے لیے اس کی آنکھوں کی اداسی ناقابلِ برداشت تھی انہوں نے اسی پل وہ مشکل فیصلہ کیا تھا، لیکن یہ اور بات کہ ان کی ہر حد بندی کے باوجود وہ اسے اس کے نصیب کے غم سے نہیں بچا پائے تھے۔

وہ سر جھکا گئی۔ ایک بات تو ان دو سالوں میں سمجھ چکی تھی اداوی اور وہ کبھی مل نہ پاتے جو یہ سب نہ ہوتا، یہ سب کہیں نہ کہیں تقدیر میں درج تھا۔

”میں اب ماضی یاد نہیں کرنا چاہتی...!“ اس نے برقی قمقموں سے سجی دیوار کو دیکھتے کہا تھا۔

”تم نے ابھی تک ایکسٹینشن نہیں اتروائے...؟“ وہ جو کب سے بغور اس کے کمر سے نیچے جاتے بالوں کو دیکھ رہا تھا اچانک بولا تھا۔ وہ چونکی تھی اپنی سنجیدہ بات پر اس کے کیے جانے والے سوال پر۔

”ظاہر تو ایسے کرتے تھے جیسے صرف کام سے کام رکھتے ہوں اور ویسے یہ یاد ہے کہ میرے بال چھوٹے تھے۔“ مشکوک نگاہوں سے اسے ایک پل کے لیے دیکھتے رہنے کے بعد وہ بولی تھی۔ بات کے اختتام پر اس کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

”مجھے خود نہیں معلوم تھا کہ تمہارے ساتھ گزرا ہر پل میرے دل پر نقش ہوتا گیا تھا۔“ وہ بھی مسکرایا تھا لیکن اس مسکراہٹ میں اداسی گھل گئی تھی گزرے دو سال بھی یادیں ہی تو جاں کا آزار بنی تھیں۔

”ذاتی بال ہیں یہ میرے، خیال ہی نہیں آیا ہیر کٹ کرانے کا، اب کرا لوں گی...!“ اس نے بالوں کو مٹھی میں بھرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔

”رہنے دو میں اب ساری زندگی ایکسٹینشن نہیں لگوا سکتا۔“ وہ بے ساختہ بولا تھا یوں جیسے وہ ابھی کے ابھی بال کٹوا رہی ہو۔

”آپ میرے بالوں کی تعریف کر سکتے تھے...؟ سیدھی طرح سے...!“ اس نے کمر پر ایک ہاتھ رکھتے ہوئے اسے گھورا تھا۔ اسی وقت گاڑی کا ہارن بجا تھا جس پر اداوی کچھ چونکا تھا۔

”اگر تم نے سب قبول کر ہی لیا ہے تو میرے پاس تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے...!“ فسوں ٹوٹا تھا۔

”سرپرائز...؟“ وہ الجھی تھی اداوی یہاں موجودگی سے بڑا بھی کوئی اور سرپرائز ہو سکتا تھا...؟

اداوی نے اسے کندھوں سے تھام کر اس کا رخ داخلی دروازے کی طرف کیا تھا۔ اس کی الجھن مزید بڑھی تھی۔ اس کے رخ وہاں کرتے ہی، اداوی نے دونوں ہاتھوں کو ہوا میں لہرایا تھا اچانک سے کئی گاڑیوں کی ہیڈ لائٹس روشن ہوئی تھیں اور ایک ایک کر کے گاڑیوں کے دروازے کھلے تھے اور پھر... حیرت کی زیادتی سے اس کا منہ کھلا تھا۔ کیارا۔ ڈین، گرینڈ پا غرض یہ کہ سب ہاشو امیر اور حریز اس کے گھر میں داخل ہو رہے تھے۔

کیسا لگا سرپرائز...؟“ اداوی اس کے چہرے کے تاثرات سے محظوظ ہوتا ہوا بولا۔

”یہ سب یہاں کیسے...؟“ وہ حیران ہوتی ہوئی بولی تھی۔

”تمہیں رخصت کرنے کے لیے آئے ہیں...!“ اس نے ایک مسکراتی نگاہ اس کے حیرت سے کھلے منہ پر ڈالی تھی۔

”کیا مطلب...؟“ وہ کنفیوز ہوئی تھی۔

”تمہیں اعتراض ہے...؟“ اس نے سوال

www.pklibrary.com

کے بدلے سوال کیا تھا۔

"اگر اعتراض ہوتا تو...؟" وہ دوبدو بولی تھی۔ کہیں پھر سے اس نے کوئی غلطی تو نہیں کر دی تھی۔

"کیارا کو تم سے ملوانے کے لیے آئے ہوتے...!" وہ سر کھجاتا ہوا ہنسا تھا۔ وہ بھی ہنس دی تھی۔ اندر سے جیسے ساری کثافت دھل سی گئی تھی۔

نیچے جانے کے لیے قدم بڑھاتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ برازہ کی طرف بڑھایا تھا۔ ایک پل کے لیے وہ تھمی تھی ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کرتے اس نے اداوی کا ہاتھ تھام لیا تھا۔ اس کا ہاتھ تھام تھا وہ زندگی میں پہلی بار اتنی کنفیوز ہوئی تھی۔ سیڑھیوں سے اب کیف اور راہی انہیں پکار رہے تھے۔ اداوی نے اسے آنکھوں سے تسلی دی تھی اس نے سر اثبات میں ہلا کر قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھائے تھے۔

"اداوی! تم نے تو ہمیں انتظار میں سوکھا دیا اگر اب بھی میں ہارن نہ بجاتا تو تم نے تو ہمیں دو دن سے پہلے اندر نہیں بلانا تھا۔" کیف نے اس کے نیچے آتے ہی دہائی دینے والے انداز میں کہا۔ جواباً اس نے مسکراتے ہوئے سر جھکا دیا اسے واقعی ان کا خیال نہیں رہا تھا۔

"تو تم نے سب کو بتایا ہے...؟" کیارا سیڑھیوں کے ساتھ ہی کھڑی تھی اس سے ملتے ہی برازہ نے دبی دبی آواز میں گلہ کیا تھا۔

"جی نہیں...... بالکل بھی نہیں... اس سب کا پورا کا پورا کریڈٹ اداوی کو جاتا ہے۔ ان میڈم کو تو ہم نے رنگے ہاتھوں ایئرپورٹ پہ پکڑا ہے فرینڈز کے ساتھ ٹرپ کا بہانہ بنا کر۔ آپ کی فلم کے پریمیئر پر پہنچنے کا پلان تھا ان کا... گرینڈ پا نے سزا کے طور پر انہیں وہاں نہیں پہنچنے دیا...!" ساحل جو ساتھ ہی ٹھہرا تھا برازہ کی سماعت تک اس کی آواز پہنچی تو وہ فوراً تپتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

"کیا نے کی بھی حد ہے۔ رنگے ہاتھوں پکڑے جانے کے باوجود اقرار جرم نہیں کیا، کتنی خواری ہوئی ہے ہمیں یہاں برازہ کا پیچھا کر کے پہنچنے میں"... راہی نے غصہ سے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔ جواباً برازہ نے اداوی کو دیکھا تھا جو مسکراتے ہوئے ان سب کی نوک جھوک سن رہا تھا۔ تو وہ جس بات کو پچھو پر پہلے مذاق سمجھی تھی، وہ سچ تھا...؟

"غم یہ نہیں ہے اس نے تم سب سے جھوٹ بولا... غم یہ ہے کہ اس نے مجھے بھی سچ نہیں بتایا؟" دین آنکھوں پہ ہاتھ رکھے نیم دراز سا صوفے پہ بیٹھا تھا، اس نے بولتے ہوئے لہجے میں بھرپور دکھ سمویا تھا۔

"مجھے برازہ نے منع کیا تھا۔" کیارا بری پھنسی تھی۔ ایک ایک کو وضاحت کرتی پھر رہی تھی۔ لیکن اس وقت سب ہی اس سے ناراض تھے۔

"جو ہوا جیسے ہوا، وہ اب ماضی ہے آج سے تم ہمارے لیے بالکل کیارا کی طرح ہو۔" یحیٰی ہاشوانی نے برازہ کے قریب آ کر اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر شفقت سے کہا تھا۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔

"ہمیں تو یہ ویسے بھی اداوی کے حوالے سے بہت عزیز ہو گئی ہے۔" یدین حریری نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے پر محبت سے بوسہ دیا، ضبط کا بند توڑ کر دو آنسو ڈھلک گئے تھے۔

"گرینڈ پا! میں نے سوری کہہ تو دیا ہو لیکن یہ سب پھر بھی...!" کیارا نے جو دین کو جانے کب سے منا رہی تھی اب روہانسی ہو کر یحیٰی ہاشوانی سے شکایت کی تھی۔

"گرینڈ پا کوئی بھی اس کی طرف داری نہ کرے میں اس وقت کسی کی بات نہیں سنوں گا...!" دین نے منہ پھلائے پھلائے کہا تھا۔

"مٹی ڈالیں اس پر کوئی چھوٹی موٹی سی سزا دے کر"... راہی کو اپنے حساب یاد آ گئے تھے۔ کیارا نے جواباً گھور کر اسے دیکھا تھا۔

"آپ صبح اسے عیدی مت دیجیے گا...!" عرش جو کب سے خاموش بیٹھا تھا بولا۔

"تم لوگ عیدی کی بات کر رہے ہو میں نے منہ دکھائی بھی نہیں دینی...!" دین جل کر بولا تھا۔ سب اس کے بے ساختہ انداز پر ہنس دیے تھے۔ کیارا کا ضبط اب آخری حدوں پہ تھا۔

www.pklibrary.com

"بہت ہو گیا ہنسی مذاق۔ اٹھو بہت دیر ہو رہی ہے۔ ہوٹل بھی جانا ہے، صبح نماز کے لیے پھر تم لوگوں نے اٹھ کے نہیں دینا۔" تائی ماں سے کیارا کا لٹکا ہوا منہ مزید نہیں دیکھا گیا تو ان کے آگے بند ھ باندھا۔

"ہوٹل کیوں آپ سب یہاں رکیں میرے گھر پر...!" براز ہ بے ساختہ بولی تھی۔

"نہیں بیٹا! اس اوکے ہم بکنگ کرا چکے ہیں۔" ممی حریری نے بہت نرمی سے کہا تھا۔

"آنٹی تو، میرا گھر بہت بڑا نہیں ہے لیکن اگر سب یہاں رکیں گے تو مجھے اچھا لگے گا۔" براز ہ نے پورے خلوص سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری خوشی . . . !" یدین حریری نے سب کے چہرے دیکھے، وہ سب ہی وہاں رکنا چاہتے تھے انہوں نے مسکراتے ہوئے ہامی بھر لی۔ سب لڑکوں نے ہرے کا نعرہ لگایا تھا۔ بڑے سب ان کی ایکسائٹمنٹ پر ہنس دیے تھے۔

"اب اگر سب کچھ ٹھیک ہو ہی گیا ہے تو ایک پک ہو جائے۔" کیارا ماحول سازگار ہوتے دیکھ کر فوراً بولی تھی۔

"میں پورے ایک ماہ تک تمہاری کسی پک کا حصہ نہیں ہوں۔" سب کیمرے کے فریم میں آ گئے تھے جب دین نے وہیں صوفے پر لیٹے لیٹے ہی منہ پر کشن رکھ دیا تھا۔ براز ہ نے اداوی کو آنکھوں سے دین کی طرف دیکھتے ہوئے ریکویسٹ کی تھی۔

"اتنی مشکل سے سب ٹھیک ہوا ہے میں اب اپنی شادی کی میموریز میں تمہیں نقاب پوش حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔" اداوی نے دین کے چہرے سے کشن ہٹایا تھا۔ حملہ غیر متوقع ہونے کی وجہ سے دین تیوری چڑھائے اٹھا تھا۔ اسی پل کیارا نے منظر کو کیمرے کی آنکھ میں قید کیا تھا۔ سب بے اختیار ہنس دیے تھے۔

"تو آپ نے پارٹی بدل لی...؟" دین نے اداوی پہ طنز کیا تھا۔

"بڈی! میں بے وقوف نہیں ہوں... تمہاری شادی اگلے ماہ ہے، میری نہیں...!" اداوی نے جواباً براز ہ کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔ اس کی بات کے اختتام پر سب کا "آ آں......!" بے ساختہ تھا۔ براز ہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

"میں روم سیٹ کراتی ہوں...!" شرم اس قدر آ رہی تھی کہ وہ فوراً وہاں سے جانے کا بہانہ ڈھونڈ آئی تھی۔ سب کی اپنائیت اور محبت کا احساس پا کر اس کا گلا رندھ گیا تھا وہ بامشکل بولتے ہوئے چلی تھی۔ ایکدم سے اتنے سارے رشتے اسے اپنی خوش نصیبی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہاں وہ اپنی بہن کو ڈھونڈ کر بھی اپنا نہیں پائی تھی اور کہاں...! اس کو اپنے پیچھے قدموں کی آواز سنائی دی تھی وہ مسکرائی اسے یقین تھا کہ وہ اداوی ہے۔

"تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تم نے مجھ سے نکاح کیوں کیا تھا...؟" اداوی کے قدموں کی چاپ اب بہت نزدیک سے آ رہی تھی۔ پھر وہ اس کے ساتھ چلنے لگا تھا جب اچانک اسے خیال آیا تھا جسے اس نے فوراً بوچھ ڈالا تھا۔

"جب بتانے آئی تھی تو سننے میں دلچسپی نہیں تھی اب ساری زندگی بھی پوچھتے رہیں گے تو اس سوال کا جواب نہیں دوں گی۔" جواباً اس نے رک کر ایک پل کے لیے اسے دیکھا تھا اور پھر بالوں کو خاص انداز میں پیچھے کی طرف جھٹک کر ڈالتے ہوئے نخوت سے بولی تھی۔

"دیٹس ناٹ فیئر"... وہ جو تجسس سے اس کے جواب کا انتظار کر رہا تھا بدمزا ہوا۔

"یہ تو شروعات ہے اداوی حریری، بہت حساب باقی ہیں ابھی تو...!" وہ مسکرائی تھی۔

"حساب تو میری طرف بھی تمہارے کم نہیں ہیں۔" اس کے صرف لب ہی نہیں آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔

وہ مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی۔ اس کی زندگی کی ساری خلش مٹ سی گئی تھی۔ اس کا مریکل ہاؤس "حقیقتاً معجزوں کا نگر تھا۔

☆☆

CamScanner